سیرت
خواجہ حضرت
اویس قرنی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
عاشقِ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم
محمد الیاس عادل

سیرت

خواجہ حضرت
اویس قرنی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: ....☆............ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرتب: ....☆............ محمد الیاس عادل

ناشر: ....☆............ مشتاق احمد

با اہتمام ....☆............ سلمان خالد

پروف ریڈنگ: ....☆............ امان اللہ نیرؔ شوکت

کمپوزنگ: ....☆............ عاطف محمود (گل گرافکس Ph:7210404)

پرنٹرز: ....☆............ اسد نیئر پرنٹرز لاہور

قیمت: ....☆............ -/90

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-1	انتساب	7
-2	نذرانۂ عقیدت	8
-3	ابتدائیہ	9
-4	احادیث مبارکہ کے آئینہ میں	15
-5	حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت	18
-6	قرن کی وجۂ شہرت	19
-7	سلسلۂ نسب	20
-8	حلیہ مبارک	22
-9	لباس مبارک	25
-10	ایمان کی دولت	30
-11	روحانی واسطہ اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	34
-12	عبادت الٰہی	37
-13	ذریعہ معاش	44
-14	ترک دنیا	48
-15	اونٹوں کی حفاظت	55

نمبر	عنوان	صفحہ
16-	مستجاب الدعوات	56
17-	والدہ کی خدمت	60
18-	مدینہ طیبہ میں حاضری	65
19-	مدینہ منورہ میں دوبارہ آمد	72
20-	حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش	75
21-	ایک اور روایت	77
22-	حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات	85
23-	اونٹوں کا چرواہا	87
24-	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرن میں آمد	88
25-	ایک اور روایت	90
26-	دیگر روایت	92
27-	حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	94
28-	حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات	97
29-	حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات	106
30-	ذکر الٰہی سے رغبت	109
31-	حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاقہ کشی	112
32-	حق بات کی تلقین	115

33-	شہرت اور ریاکاری سے اجتناب	118
34-	حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہری اقوال	121
35-	تقویٰ و پرہیزگاری	124
36-	حقیقی راحت	129
37-	اطمینانِ قلبی	131
38-	سچ کی طاقت	133
39-	تنہائی کا فائدہ	135
40-	آخرت کی سرداری	138
41-	موت کی یاد	140
42-	فخر کی بات	142
43-	اصل خشوع	144
44-	حقِ بات کہنا	146
45-	اللہ تعالیٰ پر بھروسہ	149
46-	اللہ تعالیٰ کی پہچان	152
47-	اللہ تعالیٰ کا خوف	154
48-	کسی گناہ کو معمولی نہ سمجھو	156
49-	آخرت کی بزرگی	158
50-	بلند مرتبہ کا حصول	160
51-	کیفیتِ وحدت کا حصول	162

-52	تین چیزیں	164
-53	بہترین دُعا	165
-54	وصال مبارک	170
-55	تاریخ وصال	180
-56	کرامات	181
-57	بکری اور روئی	182
-58	پانی پر نماز	183
-59	باتوں کا اثر	186
-60	کئی کئی دن عبادت کرنا	186
-61	ایک سے زائد مزار کی حقیقت	188
-62	مآخذ کتب	192

انتساب

اُس عظیم ماں کے نام جس کے بطن پاک سے
عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اویس
قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت
ہوئی، جس کی خدمت واطاعت کو حضرت اویس
قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا شعار بنائے رکھا
اور اس خدمت میں ایک لمحہ کے لیے بھی کوتاہی نہ
کی۔

نذرانۂ عقیدت

گُل از رُخت آموختہ نازک بدَنی را
بُلبُل زِ تو آموختہ شیریں سخُنی را

ہر کس کہ لبِ لال تُرا دیدہ بہ دِل بگفت
حقا کہ چہ خُوش کندہ عقیق یمنی را

خیاطِ ازل دوختہ برقامتِ زیبا
در قدِ تو ایں جامۂ سروِ چمنی را

درِ عشقِ تو دندان شکست است بہ الفت
تُو جامہ رسانید اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) را

از جامی بے چارا رسانید سلامے
بَر در گہِ دَربارِ رسُولِ مدَنی را

(مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس حد تک محبت فرماتا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور اُن کو پسند فرماتا ہے کہ جو اُس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور ان کا درجہ و مرتبہ تو اُس کی بارگاہِ اقدس میں بہت بلند ہے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کی حد تک محبت کرتے ہیں ایسے ہی عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سرِ فہرست نام حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ حاکم نے حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''تابعین میں میرا بہترین دوست اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مستور الحال تھے کہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیوانہ سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادگی اور فقر کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑے کے ڈھیر سے پھٹے پرانے کپڑوں کے چیتھڑے اٹھا کر لاتے اور ان کو دھو کر جوڑتے اور سی کر خرقہ بنا لیتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لباس بہت ہی پسندیدہ تھا۔ ساری زندگی دنیا کی کسی بھی چیز سے محبت نہ کی اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں مستغرق رہے ایسی ہی بلند مرتبہ ہستیوں کی فضیلت احادیث مبارکہ میں بھی بیان ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''بہت سے لوگ (ایسے) ہیں جو بے حد پریشان غبار آلود ہیں اور جن کو دروازے سے دھکے دے کر نکالا جاتا ہے اگر وہ (کسی بات پر) اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا اور پورا کر دے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت و مرتبہ کی مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان اطہر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہے بیان فرمایا۔ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''اہل یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا جسے اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہا جاتا ہے اور یمن میں اس کی والدہ کے علاوہ اس کا کوئی رشتہ دار نہیں اور والدہ کی خدمت اُسے یہاں آنے سے روکے ہوئے ہے اُسے برص کی بیماری ہے جس کے لیے اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے دور کر دیا صرف ایک دینار یا درہم کی مقدار باقی ہے جس شخص کو تم سے وہ ملے تو اس سے کہے کہ وہ تم سب کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور مغفرت چاہے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر مقبول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے ایک کثیر تعداد کو بخش دیا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی متقی اور پرہیز گار تھے۔ تقویٰ کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ تین روز تک کچھ بھی نہ کھایا پیا راستے میں چلے جا رہے تھے کہ زمین پر ایک ٹکڑا پڑا ہوا دکھائی دیا کھانے کے لیے اُسے اٹھایا اور چاہتے تھے کہ کھائیں لیکن معاً دل میں خیال آیا کہ کہیں حرام نہ ہو چنانچہ اُسی وقت پھینک دیا اور اپنی راہ لی۔ اللہ کے مقبول بندے وہی

ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو دوست رکھتا ہے جو اُس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کی حد تک محبت کرتے ہیں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شرط پر پورے اترتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید پھر بھی انبیاء اور شہداء قیامت کے دن ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے جو انہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ملے گا لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں ایک دوسرے کے رشتہ دار تھے اور نہ آپس میں مالی لین دین کرتے تھے بلکہ صرف اللہ کے دین کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے بخدا ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے چاروں طرف نور ہی نور ہوگا انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اس وقت جب کہ لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے اور نہ کوئی غم ہوگا اس وقت جب کہ لوگ غم میں مبتلا ہوں گے''۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارک پڑھی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

(ابوداؤد۔ شرح السنۃ)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سردار ہیں جو بھی مسلمان عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار ہے وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بجا طور پر فخر کرتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مشہور واقعہ جو کتب میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ مروی ہے جب غزوۂ احد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زخم آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خون پاک کو صاف فرماتے تھے اور اسے زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں سے زمین والوں پر عذاب نازل کرے

گا پھر فرمایا، یا اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیوں کہ وہ مجھے نہیں جانتی اور میری حقیقت کو نہیں پہچانتی اسی اثناء میں عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھینکا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نچلے لب مبارک پر لگا اور دندان مبارک شہید ہو گئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جذبے سے مغلوب و سرشار ہو کر اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔

عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ مطہر و منزہ جذبہ جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلبِ اطہر میں موجزن تھا تاریخ انسانی میں اس کی مثال نہیں ملتی آپ محبت و عشق کے جس عظیم مقام و مرتبہ پر فائز تھے اُسے دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی رشک کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی فیضان سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینۂ پاک منور و تاباں تھا اس باطنی فیضان کے نُور سے آپ نے حقیقتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پالیا تھا وہ سرِ الٰہی جسے ہر کوئی نہیں پا سکتا اُسے آپ نے مدینہ طیبہ سے دور یمن میں بیٹھ کر پالیا اور پھر مخلوقِ خدا سے کنارہ کشی اس لیے اختیار کر لی کہ لوگوں پر آپ کا مقام و مرتبہ ظاہر نہ ہو جائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آپ پر خصوصی نگاہِ کرم تھی آپ کا شمار سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوستوں میں ہوتا ہے آپ کے حالات کی کیفیت سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگاہی حاصل تھی۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق و محبت کی تڑپ و لگن جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں موجود تھی اس کا علم حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخوبی تھا۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت سے عشق تک کی تمام منازل کو طے کر رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرخیل ہیں اور اس راہ پر چلنے والوں کے ایک عظیم تر مددرہنما ہیں۔ جس دیوانگی اور وارفتگی کے جذبے کے ساتھ آپ

نے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کیا وہ جذبہ عشق کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا ہوا تھا جس نے آپ کے اور حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مابین ایک مضبوط باطنی و روحانی تعلق قائم کر دیا۔ یہ پروردگارِ عالم کا آپ پر خصوصی فضل و کرم تھا کہ اس نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و عشق کی دولت سے آپ کے قلب پاک کو مالا مال کر دیا ہوا تھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ عشقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم مخزن تھا جس کی نورانی شعاؤں سے آپ کی صحبتِ کاملہ کا فیض حاصل کرنے والوں نے بہت فائدہ اٹھایا اور اپنی زندگیوں کو ایک نئی جہت دی آپ کے قلبِ منور میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق و محبت کا جوالاؤ روشن تھا اس کی روشنی تاریک دلوں کو منور کرنے کے لیے ہدایت و رہنمائی کا ایک عظیم مینارۂ نور تھی۔ آپ مستجاب الدعوات اور بارگاہِ الٰہی کے مقبول و برگزیدہ بندے تھے، مستورالحال اور اپنے حال میں مست و مگن رہنے والے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولیٔ خاص، خیرالتابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھنے والوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے آپ کی سیرتِ طیبہ محبت و عشق کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے ایک عظیم درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہے آپ کے نصائح و اقوال متلاشیانِ حق کے لیے منبع ہدایت ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ اور آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں اُن تمام امور کا احاطہ کرنے کی سعی اس کتاب میں کی گئی ہے جو کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے متعلقہ ہیں جامعیت اور مستند حوالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اختصار سے کام لیا گیا ہے تاکہ مقصد واضح ہو سکے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ طیبہ کے تمام گوشے منظرِ عام پر آ جائیں اس کے ساتھ ساتھ جس مضبوط حوالے یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کی حد تک محبت کرنا اُس جذبے کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

احادیث مبارکہ کے آئینہ میں

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ میں تذکرہ ملتا ہے جن کو محدثین نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ انہی کتب کے حوالوں سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کے کمال وفضائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> ''تابعین میں سب سے بہتر ایک شخص ہے جس کا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے اس کی ایک ضعیفہ ماں ہے۔ اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ پر برص کا نشان ہے تم جب اُس سے ملو تو اُسے کہنا کہ امت کے حق میں دعائے مغفرت کرے۔ (مسلم شریف)

۲: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''ایک شخص قبیلہ مراد سے ہے اس کا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے تمہارے پاس وہ یمن کے وفود میں آئے گا اس کے جسم پر برص کے نشان تھے جو سب مٹ چکے ہیں صرف درہم کے برابر ایک نشان باقی ہے وہ اپنی ماں کی بڑی خدمت کرتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پوری فرماتا ہے اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لے لینا''۔ (مسلم شریف)

۳: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''بعض میری اُمت میں ایسے بھی ہیں جو برہنہ ہونے کی وجہ سے مسجد میں نہیں آسکتے ان کا ایمان لوگوں سے سوال نہیں کرنے دیتا انہی (لوگوں) میں سے اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں''۔ (ابن نعیم)

۴: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''ایک شخص میری اُمت میں ہوگا جس کو لوگ اویس قرنی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کہتے ہیں اس کی مغفرت کی دعا سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری اُمت بخش دی جائے گی''۔

۵: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''تابعین میں اویس قرنی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) میرا دوست ہے اس کی والدہ ماجدہ ہوگی جس کی وہ خدمت کرتا ہوگا وہ اگر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالے تو اس کی قسم اللہ تعالےٰ پوری فرماتا ہے اس کے جسم پر ایک سفید نشان ہوگا اگر تم اس سے ملو تو اس سے دُعا کروانا''۔ (مسلم شریف)

۶: حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''تابعین میں میرا بہترین دوست اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے''۔

(مستدرک حاکم۔ ابن سعد)

۷: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''میری اُمت میں میرا دوست اویس قرنی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) ہے''۔

(ابن سعد)

احادیث مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے واضح طور پر اس بات کا ذکر آیا ہے کہ آپ کی سفارش سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اُمت کی شفاعت کی جائے گی۔ روایات میں آتا ہے کہ ربیعہ اور

مضر عرب کے دو مشہور قبیلے ہیں اور شروع سے ہی یہ تمام قبائل میں سب سے زیادہ بھیڑ بکریوں کے مالک تھے خاص طور پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں بھی ان کی بھیڑ بکریوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی اور ان بھیڑ بکریوں کے بال بھی کثرت سے ہوتے تھے اس وجہ سے بھی یہ عرب میں شہرت رکھتے تھے چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان قبائل کی بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں کے برابر مسلمانوں کی شفاعت کی مثال دیتے ارشاد فرمایا کہ اس قدر تعداد میں امت کے لوگ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ کی دعا و سفارش کی بدولت بخش دیئے جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے اس حدیث پاک سے بخوبی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک جس قدر تعداد میں بھیڑوں اور بکریوں کی پرورش ان قبائل میں ہوتی رہے گی ان بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر امتی بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ولادت باسعادت یمن کے ایک گاؤں قرن کے قبیلہ مراد میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام عامر ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کا نام عبداللہ بتایا جاتا ہے جب کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا اسم مبارک اویس رکھا اور اسی نام سے آپ نے شہرت پائی۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والد محترم عامر کا انتقال آپؓ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا آپؓ کی والدہ ماجدہ کافی ضعیف اور نابینا تھیں۔ اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں گذارا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت کے بارے میں تو تذکرہ نگاروں نے بیان کیا ہے مگر آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں بیشتر تذکرہ نگار خاموش ہیں اور اس ضمن میں کسی نے بھی کچھ تحریر نہیں کیا۔ ''تاریخ آئینۂ تصوف'' کے مؤلف نے آپ کی تاریخ پیدائش کے ضمن میں بحوالہ ''مکتوب نطاب'' اور ''حجر القیود'' تحریر کیا ہے کہ آپ ۱۹ ذی الحجہ ۳۵ھ از عام الفیل میں بروز جمعۃ المبارک بمقام بیت المقدس میں پیدا ہوئے اور قرن میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے والد ماجد ضعیف العمر تھے اور آپ کے بچپن کے دنوں میں ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا اس لیے آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ بدار رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی جب آپ نے ہوش سنبھالا تو اپنی والدہ ماجدہ کو ضعیف اور نابینا پایا اور پھر ان کی خدمت واطاعت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی والدہ ماجدہ کی خدمت کر کے بہت زیادہ خوشی محسوس کرتے تھے۔

قرن کی وجہ شہرت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یمن کے ایک نواحی گاؤں قرن میں پیدائش ہوئی۔ آپ ہی کی وجہ سے قرن کو شہرت ملی آپ کے اسم مبارک کی برکت سے قرن کی شہرت ہر چارسو عالم میں پھیل گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ اس گاؤں کو جب تعمیر کیا جانے لگا تو اس کی کھدائی کی گئی۔ کھدائی کے دوران زمین سے گائے کا ایک سینگ نکلا۔ سینگ کو عربی زبان میں قرن کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس مناسبت سے اس گاؤں کا نام قرن رکھ دیا گیا اور اسی نام سے اس گاؤں نے شہرت پائی۔ چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش یہاں پر ہوئی تھی اس لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ قرنی پکارا جاتا ہے۔ بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر کافی زیادہ بال تھے اس لیے ان کو قرنی کہا جاتا ہے اور قرن کے معنی بال بھی ہیں۔

شہزادہ داراشکوہ قادری کا کہنا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل نجد کے قبیلہ قرن سے تعلق رکھتے تھے اس بناء پر قرن کی نسبت سے قرنی مشہور ہوئے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے یہ تحریر کیا ہے کہ چونکہ یمن کے لوگ نہایت رقیق القلب اور حق شناس ہوتے ہیں لہٰذا اسی نسبت سے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرنی کہلائے۔ علامہ نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ قرنی قرن کی طرف منسوب ہے اور بنی قرن قبیلہ مراد کی ایک شاخ ہے اور حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ مراد کی شاخ بنی قرن سے تھا اور قبیلہ مراد ایک عرصہ سے یمن کے قدیم محلہ قرن میں سکونت پذیر تھا۔

سلسلۂ نسب

عربوں میں شروع ہی سے یہ رواج تھا کہ وہ اپنے حسب ونسب کو یاد رکھنے کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے یہ باقاعدہ ایک علم تھا زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں یہ فن نہایت ضروری اور اہم خیال کیا جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں سے بہت سی شخصیات اس فن میں ماہر تھیں۔ اہل عرب کو اپنے حسب ونسب پر ہمیشہ فخر وغرور رہا ہے۔ قرآن پاک میں بھی اسی فن کی اہمیت وضرورت کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے:

''ہم نے خاندان اور کنبوں میں تمہاری تقسیم اس لیے کی ہے کہ تم ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ''۔

چنانچہ علم الانساب کے ماہرین نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے بیان کیا ہے:

حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی۔

بعض ماہرین علم الانساب کے نزدیک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے:

حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ مراد بن مالک مزحج بن زید۔

یعرب بن قحطان تک جا کر یہ خاندان ختم ہو جاتا ہے اور قحطانی نسل کے عربوں کو ''عرب العاریہ'' کہتے ہیں۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر کی جگہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو تحریر کیا ہے اور اس طرح سلسلہ نسب لکھا ہے:

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن جز بن مالک بن عمرو بن سعد۔

تیرہویں صدی کے ایک تذکرہ نگار نے آپ کا سلسلہ نسب اس طرح سے بیان کیا ہے:

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر بن عبداللہ بن ہلال بن اہیب بن حبشہ بن خرمش بن غالب بن فہر بن قریش بن نصر بن کنانہ۔

مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نسب نامہ کسی قدیم و معتبر کتب میں نہیں پایا جاتا تذکرہ نگار نے اپنی تحقیق کے مطابق اس کو تحریر کیا ہے۔

علامہ ابن الکلبی نے آپ کا جو سلسلہ نسب تحریر کیا ہے وہ یہ ہے:

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن حسی بن مالک بن عمرو بن مسورۃ بن عصوان بن قرن بن رومان۔

قدیم و معتبر کتب کے مطابق زیادہ تر تذکرہ نگاروں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم کے نام عامر پر اتفاق کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کے والد ماجد کا نام عامر تھا۔ چونکہ بیشتر کتب میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کا نام عامر ہی آیا ہے اس لیے یہی صحیح و درست ہے۔

حُلیہ مبارک

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک کے بارے میں کتب قدیمہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ایک حدیث پاک میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''باری تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایسے بلند مرتبہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو لوگوں کی نظروں سے چھپ جاتے ہیں (یعنی دنیا داران کو پہچان نہیں سکتے) ان کے چہروں کی رنگت سیاہ، پیٹ دھنسے ہوئے، کمریں پتلی ہوتی ہیں اور وہ اس قدر بے پرواہ ہوتے ہیں کہ اگر بادشاہ بھی آئے اور ان سے ملاقات کی اجازت مانگے تو وہ اجازت نہ دیں اور اگر دولت مند عورتیں نکاح کرنا چاہیں تو نکاح نہ کریں اور اگر وہ (کہیں) کھو جائیں تو کوئی ان کو تلاش نہ کرے اگر انتقال کر جائیں تو لوگ ان کے جنازے میں شرکت نہ کریں اور اگر ظاہر ہوں تو ان کو دیکھ کر کوئی خوش نہ ہو اگر بیمار ہو تو کوئی عیادت نہ کرے''۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! (ایسے بندوں میں) وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا، وہ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کا حلیہ یہ ہے کہ:

''رنگت سفیدی مائل گندمی ہوگی، قد درمیانہ ہوگا اور دونوں کانوں کے

مابین خاصا فاصلہ ہوگا۔ آنکھوں کی رنگت نیلگوں ہوگی، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہوگا۔ آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی ہوئی ہوں گی زاری کرتا ہوگا ٹھوڑی سینے کی جانب جھکی ہوئی ہوگی۔ جسم پر دو پرانے کپڑے ہوں گے جو پہنے ہوئے ہوگا ایک پاجامہ اور دوسری چادر، دنیا میں کوئی بھی اسے جانتا نہیں لیکن آسمانوں پر بڑی شہرت ہے اگر وہ (کسی بات پر) قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو سچ کردے"۔

یعنی معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رنگت سفیدی مائل گندمی تھی۔ کندھے چوڑے تھے، جسم مبارک دبلا پتلا اور کمزور نگاہیں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے چہرہ مبارک گول مگر پُر جلال تھا۔ داڑھی مبارک گھنی تھی۔ سر کے بال الجھے ہوئے رہتے تھے اور گردوغبار پڑا ہوا ہوتا تھا۔ لباس مبارک عام طور پر دو کپڑوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ ایک کمبل ہوتا جو کہ اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا ہوتا اور دوسرا پاجامہ ہوتا تھا یہ لباس مبارک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک کی زینت ہوتا تھا۔

جسم مبارک پر برص کا ایک چھوٹا سا نشان تھا۔ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"تابعین میں سب سے بہتر ایک شخص ہے جس کا نام اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے اس کی ایک معمر ماں ہے۔ اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ پر برص کا نشان ہے جب تم اس سے ملاقات کرو تو اسی کو کہنا کہ اُمت کے حق میں بخشش کی دعا کرے"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر برص کے نشان کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برص کے عارضہ میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا فرمائی، اے اللہ مجھ سے یہ عارضہ دور فرما دے البتہ میرے جسم پر ایک نشان (اس مرض کا) باقی رکھ تاکہ میں تیری رحمت کو ہر وقت یاد کرا

رہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ایک درہم کے برابر برص کا نشان موجود تھا۔ ایک اور روایت کے مطابق برص کا نشان پہلو پر تھا۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک اس طرح ارشاد فرمایا کہ:

"اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سینہ چوڑا ہے، قد درمیانہ، رنگ گندمی، داڑھی سینے تک پھیلی ہوئی، جسم چھریرا ہے اور وہ اپنی نظریں ہر وقت جھکائے رکھتے ہیں"۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو آپ کی زیارت کی سعادت کے بعد جب کبھی کسی نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک کے بارے میں پوچھا تو فرمایا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فربہ اندام تھے، رنگ گندمی تھا، جسم پر بال زیادہ تھے، سر مبارک مُنڈا ہوا تھا اور داڑھی مبارک گھنی تھی جب کہ چہرہ مبارک بارعب تھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک کے ضمن میں بیان کرتے ہوئے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تحقیق کی روشنی میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیلگوں آنکھوں، سُرخ سپید، کشادہ سینہ، متوسط قد اور گہری رنگت کے آدمی تھے۔ ٹھوڑی مبارک کو سینے سے ملائے ہوئے نگاہ کو سجدہ کی جگہ پر جمائے ہوئے اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے رہتے تھے۔

غرضیکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پروردگارِ عالم کے برگزیدہ بندے تھے اور درویشانہ حلیہ میں رہتے تھے عاجزی وانکساری اور سادگی کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

لباس مبارک

روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سادہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ''تذکرۃ اولیاء'' کے مصنف حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس ایک کمبل تھا جو اونٹ کے بالوں سے بنا ہوا تھا۔ لباس مبارک ایک چادر اور ایک تہبند یا ازار پر مشتمل تھا جب کبھی یہ لباس پھٹ جاتا تو کسی کے آگے سوال نہ کرتے تھے۔

کتاب ''حیات الذاکرین'' کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑے کے ڈھیر سے پھٹے پرانے کپڑوں کے چیتھڑے ڈھونڈ کر لاتے تھے اور ان کو سی کر اپنا لباس بنا لیتے تھے ایک مرتبہ کوڑے کے ڈھیر پر ایک کتا بیٹھا ہوا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر اُس نے بھونکنا شروع کر دیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کتے سے مخاطب ہوئے اور فرمایا، کیوں بھونکتا ہے؟ جو کچھ تیرے پاس ہے تو کھا اور جو کچھ میرے پاس ہے میں کھاؤں گا۔ اگر میں پل صراط سے خیریت کے ساتھ گزر گیا تو پھر تجھ سے میں بہتر ورنہ میں تجھ سے بھی بدتر ہوں۔

''فصل الخطاب'' کتاب کے مصنف حضرت محمد پارسا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت لکھتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیوند لگے ہوئے کمبل میں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی کھال کے پیوند لگے ہوئے لباس میں دیکھا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ صوفیانہ لباس مبارک زیب تن

فرماتے تھے جو کہ پیوند لگا ہوا ہوتا تھا اس کو پہن لینے کے بعد زندگی کی تمام لذتوں اور آسائشوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہو کر رہنا پڑتا ہے۔ صوفیانہ لباس پہننے کی شرائط یہ ہیں کہ یہ لباس اس نیت سے پہنا جائے کہ دیگر قسم کے لباسوں سے ہلکا ہو جائے اور طرح طرح کے ملبوسات سے خلاصی حاصل ہو جائے اور جب تک اس لباس میں ملبوس رہے تو اس پر مسلسل پیوند لگاتا رہے جہاں سے بھی خرقہ پھٹ جائے اس پر پیوند لگائے۔

صاحب ''کشف المحجوب'' فرماتے ہیں کہ صوفیانہ لباس کا پہننا گویا کفن کا پہننا ہے۔ چونکہ بہت سے لوگ صوفیاء کرام کی صف میں شامل ہونے کے لیے بہت سے طریقے اختیار کرتے ہیں حالانکہ ان کا صوفیانہ کرام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ صوفیوں جیسا لباس پہن کر صوفی بنا جا سکتا ہے چنانچہ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ جو کام تم نہیں کر سکتے اس کا ارادہ بھی نہ کرو اس لیے کہ اگر تم ایک ہزار مرتبہ بھی طریقت کی قبولیت کا اعلان کرو تو ہرگز صوفی نہیں بن سکتے اور ایک لمحہ کے لیے بھی طریقت انہیں قبول نہیں کرے گی کیوں کہ صرف صوفیوں کا لباس پہن لینے سے طریقت حاصل نہیں ہوتی بلکہ حرقت سے حاصل ہوتی ہے یعنی آتش عشق میں جلنے کا نام طریقت ہے۔ (جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبردست عاشق رسول تھے)۔ اور پھر جو طریقت سے شناسا ہو جاتا ہے اس کے لیے خرقہ پوشی مناسب ہے اور جو طریقت کو جانے بغیر صوفیوں جیسا لباس پہن لے اور عبا زیب تن کر لے تو وہ خرقہ اس کے حق میں قیامت کے دن شفاعت کا باعث ہو جائے گا اس لیے کہ جوانمردوں کا لباس زیب تن کر کے جوانمردوں کے بوجھ سے بچنا خالص نفاق ہے۔

فرماتے ہیں کہ طوس کے مقام پر میں نے حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ فقیر کے لیے کم از کم کیا چیز لازمی ہے کہ جس سے اس کے ساتھ فقر کا نام ٹھیک اور مناسب معلوم ہو سکے۔ ارشاد فرمایا کہ اس مقصد کے لیے کم از کم تین چیزوں

کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے اور قطعی طور پر اس سے کم نہ ہوں۔ ایک یہ کہ جب وہ اپنے خرقہ پر پیوند لگائے تو یہ سمجھے کہ پیوند کس طرح سے موزوں رہے گا اور اس کو کس طرح سے خرقہ پر لگایا جائے دوسرے یہ کہ (قلبی صدا اور لوگوں کی بات) خوب اچھی طرح سُن سکے اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی اہلیت و قابلیت رکھے۔ (یہ وصف بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بدرجۂ اتم موجود تھا) تیسرے یہ کہ فقیر کا کوئی بھی قدم زمین پر بیکار اور غیر مناسب نہ پڑے۔

سید علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری یہ گفتگو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہو رہی تھی تو اس وقت وہاں پر درویشوں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ موجود تھی۔ چنانچہ ہم جب حضرت شیخ کی بارگاہ سے باہر آئے تو ہر کوئی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں تصرف کرنے میں مشغول ہو گیا۔ ان میں سے ایک جماعت نے تو اس قدر نادانی کی اور اس قدر اس کے اندر اختلاف کر بیٹھے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ بس فقر یہی ہے۔ ایک نے کہا کہ فقر کے معنی ہی یہ ہیں کہ بہت سے ٹکڑے اکٹھے کر کے ان کو اچھے طریقہ سے سی لیا جائے اور اپنے قدم زمین پر خوب اچھی طرح رکھ کر چلا جائے۔ غرضیکہ ہر کوئی اپنی اپنی سمجھ اور خیال کے مطابق اس بات کا دعوٰی دار تھا کہ ہم طریقت کے معنوں کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ میرا قلبی جھکاؤ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اس قدر عظیم المرتبت ہستی کا فرمان اور اس طرح اختلافی بحث میں مخلوط ہو کر ضائع ہو جائے چنانچہ میں نے ان تمام سے کہا کہ آؤ ہم سب حضرت شیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام پر بحث کریں۔

اس پر سب نے میرے سامنے اپنی اپنی تقریر کی اور اپنے دل کی بات بیان کی۔ ان سب کے بعد جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ پیوند تو وہی درست ہے جو فقر پر لگایا جائے نہ کہ وہ پیوند جو جسم پر لگایا جائے۔ اس لیے کہ جب تم فقر پر پیوند لگاؤ گے تو اگر وہ ٹھیک طرح سے نہ بھی سیا گیا ہو گا تو پھر بھی وہ ٹھیک ہی رہے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پیوند سے مراد

صوفی کا وہ حال ہے جو کیف او زوجد کی حالت میں اس پر طاری ہو اور سماعت وہ ہے جو کیف کی حالت میں اسے سنائی دے نہ کہ دنیا کے ناز و نعمت میں رہ کر۔ اس معنی میں اگر وجد کے حق سے تصرف کریں تو درست ہے اور اگر بے ہودہ گوئی اور جھوٹ سے کریں تو غلط ہے۔ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ صوفیانہ لباس پہننا صرف دو قسم کے لوگوں کے لیے روا اور موزوں ہے ایک تارک الدنیا لوگوں کے لیے اور دوسرے وہ لوگ جو پروردگار عالم کے دیدار کے مشتاق رہتے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہر عمل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتِ مطہرہ کی پیروی میں ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ لباس کے معاملے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتِ مطہرہ پر عمل فرماتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنتے اگر کپڑا کسی جگہ سے پھٹ جاتا تو اس کو پیوند لگا لیتے اور پیوند لگا لباس پہننے میں عار محسوس نہ کرتے بلکہ دوسروں کو بھی پیوند لگا لباس پہننے کی تلقین فرماتے۔ ترمذی شریف کی حدیث پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں مجھ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

”اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک کہ پیوند نہ لگا لو“۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ لباس کے معاملے میں اس قدر کفایت شعار تھے کہ روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بالوں کی ایک چادر اور ایک پاجامہ تھا۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کھانا جو پیٹ کے اندر موجود ہوتا اور وہ لباس جو پہنے ہوئے ہوتے تھے کے علاوہ کوئی بھی چیز اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تجھ سے بھوکے پیٹ اور ننگے بدن کی معذرت چاہتا ہوں، وہ لباس جو میرے بدن پر ہے اور وہ غذا جو میرے پیٹ میں ہے اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے''۔

ایمان کی دولت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ، نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھ گیا اور دوزانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے اور عرض کیا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مجھے اسلام (کی حقیقت) کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تُو گواہی دے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تُو نماز ادا کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تُو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس شخص نے (یہ سُن کر) کہا، آپ نے سچ فرمایا۔ (راوی کا کہنا ہے کہ) ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا، ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (ایمان یہ ہے) کہ تُو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نیز اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھے اور تقدیر کی بھلائی کو دل سے مانے۔ (مسلم شریف)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے بارے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دین حق لے کر مبعوث ہوئے اور پھر وہ وقت آیا کہ اسلام

کا پیغام عرب کے دیگر علاقوں کی طرح یمن میں بھی سنائی دینے لگا تو یمن کے نیک طینت لوگ اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ انہی میں قرن کا قبیلہ مراد بھی تھا جس نے اسلام کے پیغام حق پر لبیک کہتے ہوئے اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا اور بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا اور ان میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

ایک روایت اس ضمن میں یہ ملتی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قبل قرن کے قبیلہ مراد نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دین کی پیروی کرلی تھی اور پھر جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کا پیغام دیا تو اس قبیلہ کے بہت سے لوگوں نے اس پیغام پر لبیک کہا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فطرتِ صالح عطا فرمائی تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیکی کے کاموں کی طرف بچپن ہی سے راغب تھے۔ برائی سے نفرت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغامِ حق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسول برحق ہونے کی گواہی دی چونکہ اپنی والدہ ماجدہ کے ضعیف اور نابینا ہونے کی وجہ سے بذاتِ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل نہ کر سکے تھے مگر اس کے باوجود ایمان کی دولت سے اس قدر مالا مال تھے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسا والہانہ عشق تھا کہ تابعین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عاشق رسول کوئی نہیں ہے۔ تابعین میں عاشقانِ رسول میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک سرِ فہرست ہے۔ اپنی ساری زندگی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اور سنت مطہرہ کی پیروی میں بسر کی۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

''کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔

(بخاری، مسلم)

اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مومن کے نزدیک رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں۔ اس حدیث مبارکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُونچا مانے اس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی پیروی کرے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و ادب بجالائے اور ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے مال و اسباب پر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشی کو مقدم رکھے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق کو دبتا ہوا گوارا نہ کرے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول)

اسی حدیث پاک کی شرح کے تحت حضرت مُلا علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی قدر و عظمت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسان و مہربانی کے سبب (مومن کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ محبتِ ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کی اغراض پر ترجیح دے۔ اور چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت کیے جانے کے تمام اسباب یعنی خوبصورتی، خوش خلقی، کمال بزرگی اور کمال احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا لہٰذا آپ ہر مومن کے نزدیک

اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں تو مومن کے تئیں آپ اس محبوبِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں اور اس تک رسائی کا راستہ بتانے والے اور اس کی بارگاہ جبروت میں عزت و عظمت والے ہیں۔
(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں اس قدر سرشار رہے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس جذبۂ محبت و عشق کو پسند فرمایا اور ان کو اپنا بہترین دوست قرار دیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضبوط ایمان کے مالک اور سچے عاشق رسول تھے۔
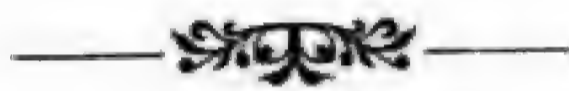
روحانی واسطہ اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا براہ راست حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روحانی واسطہ تھا۔ گو آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ظاہری تعلیم حاصل نہ کی لیکن حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روحانی واسطہ اس قدر مضبوط تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکت سے بہت فیض پہنچا۔ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر بلند مرتبے پر پہنچے ہوئے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو محبوبیت کا مرتبہ حاصل تھا۔

بلاشبہ عشق الٰہی، عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منحصر ہے اور عشق مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دارومدار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع اور سنتِ مطہرہ کی پیروی ہے اس ضمن میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: ''کہہ دیجیے (اے محبوب) اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا''۔

اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دعویٰ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے ذریعہ ہی سے صحیح ثابت ہوسکتا ہے اور یہی طریقہ پروردگارِ عالم کا محبوب بننے کا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس مفہوم کو یوں بھی ادا کیا جاسکتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا دوست بننا چاہتا ہے وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اپنے اوپر لازم کرلے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اختیار کرنے سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت وعشق میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اور یہی محبت پروردگارِ عالم کی محبت کا ذریعہ

بن جائے گی اور اس طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب رکھنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہایت بلند درجہ و مقام رکھتے تھے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق و محبت جب قلب و جگر کی قوت بن جاتا ہے تو اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشق کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر محبوب بن جاتے ہیں اہل ایمان کی علامت قرآن حکیم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں مگر قرآن پاک ہی سے یہ بھی ثابت ہے کہ محبت الٰہی کا دعویٰ محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ کہنا بجا طور پر درست ہے کہ اہلِ محبت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لیے ہر شے سے بڑھ کر محبوب رکھتے ہیں کہ ان کی صحبت حصول محبتِ الٰہی کا واحد راستہ ہے۔

بندے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ان کی اطاعت اور ان کے احکامات کی پیروی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بندوں کی محبت رحمت اور بخشش کا نزول ہے۔ جب بندہ اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ کمالاتِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور مخلوق کے کمالات بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کے کمالات ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کے عطا کردہ ہیں تو اس کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاتی ہے یہی چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جن باتوں کا وہ اقرار کرتا ہے ان امور سے اس محبت میں اضافہ ہو۔ اسی لیے محبت کو اطاعت کے ارادوں کا نام دیا گیا ہے اور اس کو اخلاصِ عبادت اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

جناب سہل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ حُبِ الٰہی کی نشانی حُبِ قرآن ہے، حُبِ الٰہی اور حُبِ قرآن کی نشانی حُبِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور حُبِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشانی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنتِ مبارکہ سے محبت ہے اور حب

سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے آخرت کی محبت دنیا سے بُغض کا نام ہے اور دُنیا سے بُغض کی نشانی معمولی مال دنیا پر راضی ہونا اور آخرت کے لیے دنیا کو خرچ کرنا ہے۔

حقیقی محبت وعشق یہ ہے کہ محب اپنی صفات کو محبوب کی طلب میں محو کردے اور محبوب کا اثبات اس کی ذات سے قائم کرے یعنی جب محبوب باقی ہوگا تو لازمی طور پر محب فانی ہو جائے گا کیوں کہ محبوب کی ذات کی بقاء غیر محبوب کی نفی کر کے اپنا تصرف مطلق کرے گا اور محبت کی صفت فنا ہو تو پھر محبوب کی ذات کے سوا کچھ نہیں رہتا اور یہ ہرگز روا نہیں کہ محبت اپنی صفت میں قائم رہے کیوں کہ جو اپنی صفت سے قائم ہوتا ہے وہ محبوب کے جمال سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جب اس بات سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے کہ اس کی زندگی محبوب کے جمال سے ہے تو لازمی طور پر اسے اپنی صفات کی نفی اور محبوب کی ذات کا اثبات مطلوب ہوگا اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ اپنی صفت ثابت ہونے سے محبوب عن المحبوب ہو جائے گا۔ محب کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کی ہستی دوستی کے راستے سے صاف ہو جائے اور نفس کا اختیار اس کے شوق کی حالت میں ہو اور وہ ڈھونڈتا رہے۔

اور اللہ تعالیٰ اُس کے تمام کام آسان فرما دیتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قناعت کی دولت سے مالا مال تھے اسی لیے آپ کو اطمینانِ قلبی حاصل تھا قناعت پسندی انسان کی حقیقی کامیابی کا باعث ہوتی ہے قناعت پسند انسان دنیا و آخرت میں سرخرو رہتا ہے اسے کسی دنیاوی چیز کا لالچ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر راضی رہتا ہے اور اسی پر قناعت کر کے اُس کا شکر ادا کرتا ہے اس سے وہ رب تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیتا ہے پروردگارِ عالم اسے اپنی خصوصی عنایات و نوازشات سے نوازتا ہے قناعت کی تعریف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمائی ہے اور قناعت کرنے کی تعلیم دی ہے حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اسلام کے راستہ پر چلا اور زندگی کی معمولی گزران پر قناعت کر لی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صراطِ مستقیم پر گامزن تھے معمولی غذا اور معمولی لباس پر راضی رہ کر اپنے قلب کو اطمینان کی دولت سے بھر رکھا تھا۔

سچ کی طاقت

فرماتے ہیں کہ:

''اگر سچ بولو گے اور نیت و فعل میں بھی صدق رکھو گے تو پھر جوانمرد سمجھے جاؤ گے''۔

سچائی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسی کو جوانمرد سمجھتے ہیں جو کسی بھی حال میں سچ کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا بلکہ اپنے افعال و کردار سے سچ کا مظہر دکھائی دیتا ہے اور اُس کی نیت میں بھی صدق کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اُس کا ظاہر باطن سچائی کے جذبے سے لبریز ہوتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ جھوٹ سے کس قدر نفرت کرتے تھے اور سچ بولنے والے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کا قول مبارک بالکل حقیقت ہے کہ جو لوگ ہر حال میں سچ پر قائم رہتے ہیں اور اس معاملے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو وہ جوانمرد کہلاتے ہیں۔ زمانہ شناس لوگ اُن کو عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُن کے مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے اس کے برعکس جھوٹے کی کوئی بھی عزت نہیں کرتا اور اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس لیے کہ جھوٹ بولنا تو ہمارے پیارے پیغمبر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ناپسند فرمایا ہے اور اس کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے چنانچہ بے شمار احادیث مبارکہ اس بارے میں ہیں جن میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جھوٹ سے بچنے کی تلقین اور سچ بولنے کی سختی سے نصیحت فرمائی ہے۔ ایک حدیث پاک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''سچائی کو لازم کرلو کیوں کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی راہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

ہمارے معاشرے میں اکثر ایسے چھوٹے چھوٹے جھوٹ جو روزمرہ زندگی کے معاملات میں رواج پاتے جارہے ہیں اور ایسے جھوٹ بولنے والے اس کو جھوٹ تصور ہی نہیں کرتے حالانکہ احادیث مبارکہ میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے اور ہر معاملے میں سچ بولنے کی تاکید کی گئی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں دوں۔ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کھجور دوں گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر تو نہ دیتی تو تیرے ذمہ جھوٹ لکھ دیا جاتا''۔ (ابوداؤد، بیہقی)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ارشاد پاک پر عمل کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے ساری زندگی اتباع رسول میں بسر کر دی سچائی کے بارے میں بھی آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ سچائی ہی کی تلقین و تعلیم کرتے رہے اور جھوٹ بولنے سے منع فرماتے رہے اسی لیے تو سچ بولنے والے کو جوانمرد کہتے ہیں۔

تنہائی کا فائدہ

فرماتے ہیں کہ:

''سلامتی تخلیہ اور تنہائی میں ہے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جو بھی وقت ضرورت کا حاصل ہو اُسے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے گزارنا چاہیے کیوں کہ جس قدر بھی دنیا سے بچ کر رہا جائے اُسی قدر انسان سلامتی و عافیت میں رہتا ہے گناہوں کی دلدل سے بچا رہتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اپنا دل خالی رکھے وہ اغیار کے خطرہ اور اندیشہ سے آزاد ہے اور اپنے ماحول میں سب سے مایوس اس وجہ سے وہ اغیار کی تمام آفات سے سلامتی میں رہتا ہے اور سب سے منہ پھیرے ہوئے ہوتا ہے لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وحدت سے مراد تنہا زندگی بسر کرنا ہے تو یہ محال ہے اس لیے کہ جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دنیا کی عاقبت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو وحدت کی کیفیت حاصل نہیں ہوتی اس لیے کہ ماسوی اللہ تعالیٰ سے آرام ہو یا اس کا اندیشہ دونوں کی ایک ہی کیفیت ہے جو تنہا ہوتا ہے اگرچہ اس کی صحبت لوگوں میں ہو اُسے اپنی کیفیت میں کوئی خلل نظر نہیں آتا اور مشغولی بغیر اللہ ہو اگرچہ خلوت نشین ہی کیوں نہ ہو وہ کیفیت وحدت سے محروم ہی رہے گا تو قطع محبت ماسوی اللہ تعالیٰ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل میں سوائے ذاتِ واحد کے کسی کا تعلق اور کسی کی محبت نہ ہو اور جب اُس کے دل میں خالص ذاتِ واحد کی محبت جاگزیں ہو چکی وہ

کتنا ہی لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے اُسے کوئی خطرہ نہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس قول سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ انسان چاہے کتنا ہی دنیا کے کاموں میں مشغول و مصروف ہو اُس کی توجہ و تعلق صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کی طرف ہونا چاہیے اگر ایسا ہے تو وہ انسانوں کے ہجوم میں بھی تنہائی حاصل کر لیتا ہے اور یہی تنہائی اصل میں ایمان کی سلامتی کا باعث ہے جس کو اس طرح کی تنہائی حاصل ہو جائے اُس کا مرتبہ عالی ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی اپنے دل میں صرف مخلوق خدا کی محبت ہی رکھے اور اُس کا دل دنیا کی محبت سے لبریز رہے تو پھر اُس کے دل میں محبت الہیہ کا گزر نہیں ہو سکتا گویا وہ محبتِ الٰہی کو سمجھتا ہی نہیں اُس کی سلامتی خطرہ میں ہے اس لیے کہ اُس میں یکسوئی اور کامل توجہ نہیں ہے اور جس کی توجہ نہ ہو وہ کسی بھی مرتبہ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی محبت کو ہر برائی کی جڑ قرار دیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کو اپنے پاس نہ آنے دے لوگوں میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو تنہا خیال کرے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اُس کے دل میں موجزن ہو تو قوی یقین ہے کہ وہ سلامتی و عافیت سے ہے۔

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''اللہ کی قسم! میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی اور یہ دنیا تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا سے بالکل رغبت نہ رکھی آپ نے اپنے اوپر دنیا کو اس قدر تنگ کر رکھا تھا کہ گویا دنیا سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کو دیوانہ سمجھتے آپ قناعت اور صبر و برداشت کی دولت سے مالا مال تھے دنیا کی کسی بھی چیز کا طمع نہ کیا نہ ہی دنیا کی کوئی چیز جمع کی اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گزاری۔ اکثر بچے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیوانہ سمجھ کر چھیڑتے اور کنکر مارتے اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے، بچو چھوٹی کنکریاں مارو تا کہ میرا خون نہ نکلے اور میں نماز روزہ سے عاجز نہ ہو جاؤں۔

غور فرمایئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کس قدر شان اور بلند مرتبہ تھا مگر آپ دنیا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صبر و برداشت سے کام لیتے تمام تکالیف و مصائب کا خوش دلی سے سامنا کرتے اور مزاحمت ہرگز نہ کرتے یہ صرف اور صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ کے دل میں دنیا کی محبت قطعاً نہ تھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے مگن رہا کرتے اور اپنے اس قول کی پیروی میں کہ سلامتی تخلیہ اور تنہائی میں ہے مکمل طور پر ثابت قدم تھے اور سمجھتے تھے کہ جو فوائد تنہائی و خلوت میں حاصل ہوتے ہیں اُن کا حصول اور کسی طرح ممکن نہیں تنہائی میں اور مخلوقِ خدا سے دور رہ کر لوگوں کی مداخلت کے خطرے سے آزاد ہو کر عبادتِ الٰہی کرنے کا جو مزہ و سرور ہے اُس کی حلاوت کو محسوس کر کے ان بابرکت لمحات کی برکات سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ دین و دنیا کی سلامتی و کامیابی کا حصول بلاشبہ اسی طرح ہی ممکن ہے۔

آخرت کی سرداری

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے مخلوق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی''۔

یعنی جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ آخرت میں اُس کا مرتبہ بلند ہو اور اُسے آخرت کی کامیابی نصیب ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ مخلوقِ خدا کو نیک کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں سے باز رہنے کی ہر وقت نصیحت کرتا رہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لیے فرماتے ہیں کہ مخلوقِ خدا کو نصیحت کرنے کی بدولت ہی مجھے آخرت کی سرداری حاصل ہوئی اور اسی کام میں یہ منزل میں نے پائی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وہ کام کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلقین فرمائی ہو۔

نیک کاموں کی نصیحت کرنا ہر ایک مسلمان کے لیے لازم ہے اور اُس کا فرض ہے کہ وہ اچھے کام کرنے اور برائی سے روکنے کی تلقین کرتا رہے اور اس کے ساتھ ساتھ خود بھی اس پر عمل کرے یہ نہیں کہ دوسروں کو تو اچھے کام کرنے کی نصیحت کرے اور وہ خود نہ کرے۔ دوسروں کو برائی سے روکے اور خود منع نہ ہو ایسی نصیحت کرنے والے کے لیے حدیث پاک میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں آگ میں نکل پڑیں گی پھر اسے آگ میں اس طرح

لیے پھرے گا جیسا گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے تو دوسرے دوزخی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور پوچھیں گے کہ اے فلاں یہ تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہمیں دنیا میں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتا تھا اور برائیوں سے نہیں روکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا کہ میں تمہیں تو نیک کام کرنے کی نصیحت کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تم کو تو برائیوں سے روکتا تھا۔ مگر خود کرتا تھا''۔ (بخاری و مسلم)

چونکہ بے شمار احادیث مبارکہ اس ضمن میں بیان ہوئی ہیں کہ جن میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر مسلمان کو اس بات کا حکم فرمایا ہے کہ تم نیک کام کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو اپنا شعار بنا رکھا تھا کہ وہ حق بات کی تلقین کرتے رہتے تھے لوگوں کو بُرائیوں سے منع کرتے اور نیک کام کرنے کا حکم کرتے رہتے تھے کیوں کہ ایک حدیث پاک میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر اس وقت تم دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے گی''۔

(ترمذی شریف)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں اگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلق خدا کو نصیحت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے اور آپ کا قول و عمل حدیث مبارکہ کے عین مطابق تھا۔

موت کی یاد

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ موت کو ہر وقت یاد رکھتے تھے اور کبھی بھی اس سے غافل نہ ہوتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''سوتے وقت موت کو سرہانے سمجھو اور جب بیدار ہو تو اسے (موت کو) سامنے سمجھو''۔

مقصد یہ کہ موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اور کسی بھی وقت اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ ہر دم موت کو پیش نظر رکھنے سے گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی موت کو بہت زیادہ یاد رکھنے کے بارے میں تلقین فرمائی ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک روز نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں۔ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اگر لذتوں کا خاتمہ کردینے والی موت کو زیادہ یاد کرتے تو وہ ہنسنے سے روک دیتی موت کو بہت زیادہ یاد کرو جو تمام لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی ہے اور قبر ہر دن یہ کہتی ہے کہ میں مسافرت کا گھر ہوں میں تنہائی کی کوٹھری ہوں میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں اور جب کوئی بندہ مومن قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب شخص ہے تو جب آج تو میری ذمہ داری میں دے دیا گیا ہے اور میرے

پاس آ گیا ہے تو تُو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں۔
حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس بندہ مومن کے لیے وہ قبر تاحد نگاہ وسیع و کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور جب کوئی بدکار اور کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال نہیں کرتی کہتی ہے کہ تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص تھا اب جب کہ تجھے میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آ گیا ہے تو تُو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کتنا بُرا سلوک کرتی ہوں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر اس کے لیے قبر بھینچے اور تنگ ہو گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی"۔ یہ فرماتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست فرمایا" اس کے بعد ارشاد فرمایا، اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جائیں گے جن میں سے ہر ایک اتنا زہریلا ہوگا کہ اگر وہ زمین پر پھونک مارے تو اس کے زہر کے اثر سے ہمیشہ کے لیے زمین پر کچھ بھی پیدا کرنے کے لیے قابل نہ رہ جائے پھر یہ سب اژدھے اس کو ڈسیں گے اور نوچیں گے اس کے ساتھ اس طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ حساب کا دن آ جائے گا اور وہ اللہ تعالےٰ کی عدالت میں حساب دینے کے لیے پیش ہو جائے گا اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قبر آدمی کے لیے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا"۔ (ترمذی شریف)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ پر عمل کرنے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر ممکن کوشش میں مصروف رہا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا موت کو یاد رکھنے کا قول بھی حدیث مبارکہ کا عکاس ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتِ مطہرہ کی پیروی کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے۔

فخر کی بات

فرماتے ہیں کہ

''فخر اس میں ہے کہ اپنے تھوڑے بہت مال پر قانع رہ کر دوسرے کی ملکیت پر نظر نہ کرو''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس قول میں قناعت پسندی پر زور دیا ہے اور قناعت کو ہی فخر کا معیار بتایا ہے یعنی یہ کہ بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ ہر بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا ہے اُس پر قناعت کرتے ہوئے رب تعالیٰ کی شکر گزاری کرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کو اپنا شعار بنائے اور کبھی بھی ناشکری کے کلمات زبان پر نہ لائے۔ قناعت پسند اور شکر گزار بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص کھانا کھائے اور پھر یہ کہے، شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے یہ کھانا دیا بغیر میری اپنی تدبیر اور طاقت کے، تو اس سے پہلے جو گناہ ہو چکے ہیں معاف ہو جائیں گے''۔ (ابوداؤد شریف)

معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لیے قناعت پسندی اور شکر گزاری کو فخر کا سبب بتاتے ہیں کہ اس میں بندے کے لیے بے شمار فوائد مضمر ہیں جن کا بندے کو ادراک نہیں ہے حقیقتاً اللہ تعالیٰ قانع اور شکر گزار بندے پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کو دلی سکون کی دولت سے نوازتا ہے اور اُس پر اپنا خصوصی فضل و کرم فرماتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پاک سے یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ

بندے کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اس لیے اُس پر قناعت کرتے ہوئے دوسروں کے مال پر نظر نہیں رکھنی چاہیے اور اس بارے میں حسد نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ حسد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں حسد صرف دو شخصوں کو کرنا جائز ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

> ''حسد جائز نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ مال دے تو وہ اُس آدمی کو دے جو راہِ حق میں خرچ کرے اور ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ حکمت دے تو وہ اس کی مدد سے فیصلے کرے اور اس کی تعلیم دے''۔ (بخاری شریف)

قناعت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے تو اللہ تعالیٰ بندے پر اپنی رحمت اور فضل و کرم نازل کرتا ہے مگر ایک حاسد کے ہاتھ تو کچھ بھی نہیں آتا حسد کی آگ میں جل کر اپنا سب کچھ گنوا دیتا ہے اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قناعت پسندی اختیار کرنے پر زور دیا ہے جس کو قناعت کی دولت نصیب ہو جائے اُسے سب کچھ مل جاتا ہے وہ دین و دنیا کی دولت سمیٹتا ہے چونکہ ہر حال میں خوش رہتا ہے۔ رب تعالیٰ کی رضا اس کا مقصود ہوتی ہے اس لیے کوئی بھی مشکل اُس کی راہ میں دیوار ثابت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اُس کی ہر شکل کو آسان فرما دیتا ہے۔

اصل خشوع

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس قدر یکسوئی اور محویت کے عالم میں کرتے ہیں کہ ان کی توجہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف مبذول رہتی تھی۔ اپنے گردوپیش کی خبر نہ ہوتی تھی۔ گویا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادتِ الٰہی میں اس قدر منہمک رہتے کہ پوری پوری رات سجدے میں پڑے ہوئے گزر جاتی اور پھر صبح اُٹھ کر فرماتے کہ افسوس راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:

> ''خشوع ایسی بے خبری کو کہتے ہیں کہ اگر اس حالت میں نیزہ بھی مارا جائے تو اثر محسوس نہ ہو''۔

یعنی عبادتِ الٰہی اس قدر توجہ اور یکسوئی کے ساتھ کی جائے کہ گردوپیش کی خبر نہ ہو۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ہی پڑھا جائے تو تب ہی عبادت کرنے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ اس ضمن میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

> ''جس نے وقت پر نماز پڑھی، وضو ٹھیک کیا اور رکوع و سجود کو خشوع و خضوع سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اس کی نماز سفید براق کی صورت میں آسمانوں کی طرف جاتی ہے اور کہتی ہے اے بندے جس طرح تو نے میری محافظت کی اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے لیکن جس نے وقت پر نماز نہ

پڑھی نہ ٹھیک طرح سے وضو کیا اور اپنے رکوع وجود کو خشوع سے آراستہ نہ
کیا اس کی نماز کالی سیاہ شکل میں اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے۔ اے بندے!
جس طرح تو نے مجھے خراب کیا تجھے بھی اللہ تعالیٰ خراب کرے یہاں
تک کہ اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دیا جاتا
ہے"۔

اسی طرح کی ایک حدیث پاک مشکوٰۃ شریف میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے مختصر اور جامع نصیحت فرمائیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اپنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھو
جو دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہے اور اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ اگر
قیامت میں اس کا حساب ہو تو تمہارے پاس کچھ کہنے کے لیے نہ رہ
جائے اور لوگوں کے پاس جو کچھ مال واسباب ہے اس سے تم بالکل بے
نیاز ہو جاؤ"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ پر مکمل طور پر عمل کرتے تھے اپنی ساری زندگی سنت مطہرہ میں گزاری۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ (نماز پڑھنے کا حق یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی نیزہ مارے اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ نماز کا خشوع ہے۔ یعنی محویت کا عالم یہ ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی طرف توجہ ہی نہ ہو۔

حق بات کہنا

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے نیکیوں کی تبلیغ کرتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اُن کی راہ میں کافی مشکلات پیدا ہوتی ہیں لوگوں کی مخالفت اور دشمنی بھی اُن کے آڑے آتی ہے اُن پر بڑی بڑی تہمتیں بھی لگائی جاتی ہیں مگر وہ حق بات کہنے سے پھر بھی باز نہیں آتے اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مشن کو جاری و ساری رکھتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسے ہی برگزیدہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں جو حق بات کہنے سے کبھی نہیں ڈرتے اور حق و صداقت کا پرچم بلند کرتے رہے جہاں کہیں کوئی برائی دیکھی اُس کی مخالفت میں ڈٹ گئے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس راہ میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں کی مخالفت بھی برداشت کرنا پڑی مگر آپ نے اپنے مشن کو جاری رکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''مومن کا حق پر قائم ہونا اس کے لیے دنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا۔ اگر لوگوں کو کوئی نیک بات بتائے یا برائی سے روکے تو اس کو بڑی تہمتیں لگاتے ہیں اور اس کی عزت خراب کرتے ہیں''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ان کے اپنے مشاہدے اور تجربے کی بناء پر ہے اور بے شک حقیقت پر مبنی ہے یقیناً ایسے ہی حالات کا سامنا آپ کو کرنا پڑا اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتِ مطہرہ کی پیروی میں حق بات پر ڈٹے رہتے کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ اس کام کا کس قدر فائدہ ہے اور نہ کرنے کی کس قدر وعید ہے کیوں کہ احادیث

مبارکہ میں حق بات کہنے اور برائیوں سے منع کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سختی سے اس پر زور دیا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف وابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

> ''جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو اول ان کے علماء کرام نے اس سے منع کیا جب وہ منع کرنے سے باز نہ آئے تو وہ بھی ان کی محفلوں میں شریک ہونے لگے اور ان کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ بن گئے۔ پس جب انہوں نے اس طرح کیا تو پھر اللہ تعالےٰ نے سب کو ایک جیسا کر دیا اور لعنت کی اللہ تعالےٰ نے ان پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی۔ اور یہ لعنت اُن کے گناہ کرنے اور حد سے تجاوز کر جانے پر کی گئی تھی۔ راوی بیان فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تکیہ لگائے تشریف فرما تھے یہ فرما کر آپ اُٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا، تم اُس وقت تک اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ تم ظالموں اور فاسقوں کو گناہوں سے منع نہ کرو۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ مبارک ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا تم خیال کرتے ہو ایسا بالکل نہیں ہے قسم ہے اللہ کی یا تو تم نیک کاموں کا حکم دو اور بُرے کاموں سے روکو اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق پر مائل کرو اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھو ورنہ اللہ تعالےٰ تم سب کو ایک جیسا کر دے گا اور پھر تم پر بھی لعنت بھیجے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر بھیجی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قول سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حق بات کہنے اور برائیوں سے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے جو بھی مشکلات پیش آئیں اُن کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور اپنے مقصد سے نہ ہٹے اس بات کو پیش نظر رکھے کہ اس

کام میں مخالفت بھی ہوگی تہمتیں بھی ملیں گی۔ دوستی دشمنی میں بھی بدل سکتی ہے۔ حالات کیسے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں حق وصداقت پر ڈٹا رہے۔

ایک اور مقام پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اگر مجھے اس لیے دشمن کہتے ہوں کہ میں برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں اللہ کی قسم! ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ کے فرمان سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ آپ نے حق بات کی تلقین میں کسی بھی مخالفت کی پرواہ نہ کی اور مخالفت کے باوجود حق بات کی تلقین کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اقوال کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر معاملے میں اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

> اگر جدوجہد کرتے ہوئے کامیابی کو صرف اللہ تعالےٰ کے سپرد کردو گے تو لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے اور یہی حقیقی استغناء ہے"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس قول مبارک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر کسی بھی جائز کام یا مقصد کے حصول کے لیے کوشش کی جائے تو ضرور اللہ تعالےٰ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ اس بندے پر اپنا خاص فضل وکرم نازل فرماتا ہے اور اُس کے معاملے کو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکت ہی ہر ایک کی مشکل کو حل فرماتی ہے اس لیے صرف ایک ہی در سے وابستہ رہنے سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ فرماتے تھے اسی لیے اللہ تعالےٰ نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے نواز رکھا تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ جو لوگ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اُن کو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ

''اے داؤد علیہ السلام! میرا کوئی بندہ ایسا نہیں جو مخلوق کو چھوڑ کر میرا دامنِ رحمت تھام لیتا ہے اور زمین و آسمان اس پر سختیاں لاتے ہیں لیکن میں اس کی تمام دشواریاں دور کر دیتا ہوں اور اس کے لیے راستہ نکال دیتا ہوں''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول مبارک سے یہ پیغام ملتا ہے کہ بندے کو کسی بھی کام کے لیے کوشش کرتے ہوئے کامیابی کا یقین صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی وابستہ کرنا چاہیے اور اُسی پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے اور اُسی پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے اور اس بھروسے کی قوت جس قدر مضبوط ہوگی اُسی قدر کامیابی بھی جلد اور یقینی ہوگی۔ احادیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث پاک میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمام امتوں کو مکہ مکرمہ میں حج کے موقع پر جمع ہونے کی جگہ دیکھا اور میں نے اپنی اُمت کو دیکھا اس نے ہر بلند و پستی کو گھیر رکھا تھا مجھے ان کی کثرتِ تعداد اور صورتوں نے بہت متعجب کیا تب مجھ سے کہا گیا، کیا اب آپ راضی ہیں؟ میں نے کہا، ہاں۔ پھر کہا گیا ان کے ساتھ ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ لوگ جو جسموں کو نہیں داغتے، فالیں نہیں لیتے، چوری چھپے لوگوں کی باتیں نہیں سنتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اے اللہ! عکاشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ان میں سے کر دے پھر ایک اور
صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!
میرے لیے بھی دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عکاشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم
سے سبقت لے گئے"۔

یہ بخوبی طور پر جان لینا چاہیے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو بھی کوشش اور جدوجہد ہوتی تھی وہ صرف اور صرف رب تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتی تھی دنیا اور اس کے سامان کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند نہ فرماتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہری اقوال ہم سب کے لیے مشعل راہ ہیں اور اپنی زندگیوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پروردگارِ عالم سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق رہا کرتے تھے۔ حقیقت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باری تعالیٰ کی ہستی کو جان چکے تھے رموز و اسرار سے آپ کو آگاہی حاصل تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے آپ پر اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمایا تھا اسی لیے فرماتے ہیں:

''جس نے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ جانا وہ ہر چیز کو جان گیا اور اس پر کچھ مخفی نہ رہا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ بندے کو چاہیے کہ اپنے سب کام اور امیدیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ رکھے اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی اور پروردگارِ عالم جانتے ہوئے اس کی عبادت میں محو ہو جائے۔ جان لے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت پر اُس نے خصوصی شفقت و رحمت نازل فرمائی ہے۔ بے شمار علوم کے خزانے و بھید اپنے برگزیدہ بندوں کو عنایت فرمائے ہیں اور یہ سب کچھ اُسی وقت ممکن ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اُس کا ہو جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ جس پر بھی چاہتا ہے اپنا کرم فرما دیتا ہے اُس کی خوبیوں کا احاطہ ممکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ خود اپنے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور

بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین
بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور جو سمندر ہیں اس کے علاوہ
سمندر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں بے شک اللہ تعالیٰ
زبردست حکمت والا ہے''۔

(پارہ ۲۱ سورہ لقمان آیت ۲۶ تا ۲۷)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں بلند تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے عاشق رسول تھے یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا شمار اپنے خاص بندوں میں کیا ہوا تھا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باری تعالیٰ کی ذاتِ واحد کا بھید پا چکے تھے اور رب تعالیٰ کے اسرار میں ہر وقت مستغرق رہا کرتے تھے۔

جب عارفین کے قلوب خواہشاتِ نفسانی سے پاک ہو جاتے ہیں اور ان کے دل میں صرف محبتِ الٰہی ہی باقی رہ جاتی ہے تو ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارش ہوتی ہے خبر معائینہ ہو جاتی ہے معائینہ شنید سے دید تک پہنچ جاتا ہے وہ مرتبہ علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب پر فائز ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا خوف

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مستجاب الدعوات تھے مگر اس کے باوجود عالم یہ تھا کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے رہتے اللہ تعالیٰ کا خوف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس قدر غالب تھا کہ دنیا کی کسی بھی چیز سے رغبت نہ رکھتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''سفر لمبا ہے اور زادِ راہ تھوڑا ہے اسی لیے ہمہ وقت آہ زاری کرتا ہوں''۔

احادیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

''جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے فرشتے انواع واقسام کی نعمتیں پیش کریں گے۔ ان کے لیے فرش بچھائیں گے منبر رکھے جائیں گے اور انہیں انواع واقسام کے کھانے اور پھل پیش کیے جائیں گے اُس وقت جنتی حیران ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! حیران کیوں ہو؟ یہ جنت حیران ہونے کی جگہ نہیں ہے۔ اُس وقت مومن عرض کریں گے، اے باری تعالیٰ تُو نے ایک وعدہ کیا تھا جس کا وقت آن پہنچا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھالو۔ فرشتے عرض کریں گے، یا اللہ، یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے؟ فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا، تم حجاب اٹھادو۔ یہ ذکر کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ چنانچہ اُس وقت پردے اٹھادیے

جائیں گے اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا، سر اٹھالو یہ جنت دار العمل نہیں دارِ جزا ہے اور وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

''میرے بندو! تم پر سلامتی ہو، میں تم سے راضی ہوں کیا تم مجھ سے راضی ہو''؟

جنتی کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم کیسے راضی نہ ہوں گے حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں دیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس کا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمہ وقت بارگاہِ الٰہی میں آنسوؤں کے نذرانے پیش کیا کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہوتا ہے مگر اس کے باوجود یہ سمجھتے تھے کہ سفر طویل ہے اور زادِ راہ انتہائی تھوڑا۔

اللہ تعالیٰ کا خوف

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مستجاب الدعوات تھے مگر اس کے باوجود عالم یہ تھا کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے رہتے اللہ تعالیٰ کا خوف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس قدر غالب تھا کہ دنیا کی کسی بھی چیز سے رغبت نہ رکھتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''سفر لمبا ہے اور زادِ راہ تھوڑا ہے اسی لیے ہمہ وقت آہ زاری کرتا ہوں''۔

احادیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

''جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے فرشتے انواع و اقسام کی نعمتیں پیش کریں گے۔ ان کے لیے فرش بچھائیں گے منبر رکھے جائیں گے اور انہیں انواع و اقسام کے کھانے اور پھل پیش کیے جائیں گے اُس وقت جنتی حیران ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! حیران کیوں ہو؟ یہ جنت حیران ہونے کی جگہ نہیں ہے۔ اُس وقت مومن عرض کریں گے، اے باری تعالیٰ تُو نے ایک وعدہ کیا تھا جس کا وقت آن پہنچا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھا لو، فرشتے عرض کریں گے، یا اللہ، یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے؟ فرمانِ باری تعالیٰ ہو گا، تم حجاب اٹھا دو۔ یہ ذکر کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ چنانچہ اُس وقت پردے اٹھا دیئے

جائیں گے اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا، سر اٹھالو یہ جنت دارالعمل نہیں دارِ جزا ہے اور وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

''میرے بندو! تم پر سلامتی ہو، میں تم سے راضی ہوں کیا تم مجھ سے راضی ہو''؟

جنتی کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم کیسے راضی نہ ہوں گے حالانکہ تُو نے ہمیں وہ نعمتیں دیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس کا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمہ وقت بارگاہِ الٰہی میں آنسوؤں کے نذرانے پیش کیا کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہوتا ہے مگر اس کے باوجود یہ سمجھتے تھے کہ سفر طویل ہے اور زادِ راہ انتہائی تھوڑا۔

کسی گناہ کو معمولی نہ سمجھو

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو بھی جاتا آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُسے نیکی کے راستے پر چلنے اور بُرے کاموں سے باز رہنے کی تلقین فرمایا کرتے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ساری زندگی اس بات سے عبارت ہے کہ کبھی بُرے کام کے نزدیک بھی نہ پھٹکے۔ معمولی سے معمولی گناہ کو بھی بڑا سمجھتے اس لیے معمولی گناہ سے بھی بچتے تھے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

''کسی بھی گناہ کو معمولی نہ سمجھو بلکہ بڑا سمجھو اس لیے کہ اسی کی وجہ سے تم گناہ کا ارتکاب کرتے ہو اگر گناہ حقیر سمجھو گے تو اللہ تعالےٰ کو بھی حقیر سمجھو گے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو معمولی سے معمولی گناہ سے بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ حقیقت میں کوئی بھی گناہ چھوٹا اور معمولی نہیں ہوتا اگر ہر گناہ کو معمولی معمولی سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش نہ کی جائے تو پھر یہی معمولی معمولی گناہ ایک بہت بڑے گناہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور انسان کے نامۂ اعمال میں بہت سے گناہوں کی ایک لمبی فہرست درج ہو جاتی ہے۔ انسان کی یہ عادت ہے کہ وہ جب بھی کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر کرتا ہے تو پھر رفتہ رفتہ وہ اس گناہ کو کرنے کا عادی ہو جاتا ہے پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ یہ گناہ جو کہ پہلے اس کے نزدیک معمولی ہوتی تھا گناہ ہی نہیں رہتا۔ یعنی وہ اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گناہوں

کی یہ کثرت اس انسان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث بن جاتی ہے وہ گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے احکامات کی بھی پرواہ نہیں کرتا چنانچہ اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی گناہ کو معمولی نہ سمجھو۔

مقصد یہ ہے کہ اگر معمولی سے معمولی گناہ کو بھی بڑا گناہ سمجھ لیا جائے اور دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری کر لیا جائے تو انسان اس معمولی گناہ سے بچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا کرم نازل فرماتا ہے۔
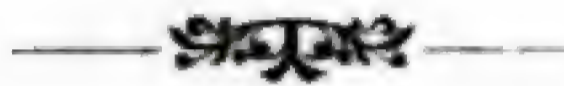
آخرت کی بزرگی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کبھی کسی دنیاوی چیز کا لالچ نہ کیا۔ دنیا سے اُسی قدر لیا جس قدر زندگی کو ضرورت ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قناعت کی دولت سے مالا مال تھے اور قناعت کو پسند فرماتے۔ قناعت پسندی سے زندگی بسر کی جو کچھ مل جاتا اُس پر قناعت کر لیتے اور اس پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا فرماتے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ بھی قناعت کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور خصوصی انعام سے نوازتا ہے اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے آخرت کی بزرگی چاہی تو وہ مجھے قناعت میں ملی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس قول مبارک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نہ کبھی دنیاوی چیز طلب کی اور نہ ہی خواہش صرف اس بات کی چاہت کی کہ اللہ تعالےٰ آخرت کی بزرگی عطا فرمائے چنانچہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ بزرگی قناعت پسندی اختیار کرنے سے ملی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ قناعت کرنے والے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن پر اپنا فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھی قناعت کرنے والوں کی فضیلت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''مومن کی عزت لوگوں سے بے پروائی میں ہے، قناعت میں آزادی اور عزت ہے''۔

اسی لیے کہتے ہیں کہ اس سے بے نیاز ہو جا جسے تُو چاہتا ہے اُس جیسا ہو جائے گا جس کی طرف حاجت اپنی لے کر جاؤ گے تو اس کے قیدی ہو گے اور جس پر چاہے احسان کر

تو اُس کا سردار ہوگا۔ تھوڑا مال جو تجھے کفایت کرنے یعنی تیری لازمی اور جائز ضرورت پوری کرے اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو تجھے گمراہ کردے۔

چونکہ حرص اور لالچ انسان کے دشمن ہیں جس کے پاس قناعت کی دولت ہوگی۔ حرص اور لالچ اُس کے نزدیک نہ پھٹکیں گے جو شخص اس بات پر اپنا ایمان مضبوط رکھ لے کہ جو کچھ اُس کے مقدر میں ہے اُسے مل کر رہے گا تو یقیناً اُسے قناعت کی دولت نصیب ہوگی۔ ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ:

''اے لوگو! اچھے طریقے سے رزق حاصل کرو کیوں کہ بندے کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے اور کوئی انسان اپنا رزق ختم کیے بغیر اس دنیا سے نہیں جائے گا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کتب میں جو روایات ملتی ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر معاملے میں قناعت پسند تھے اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس کو دیکھا جائے تو اُس میں بھی قناعت پسندی دکھائی دیتی ہے یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس ایک تہبند اور ایک چادر تھی اور ان میں بھی جا بجا پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے جب یہ کپڑے میلے ہو جاتے تو ان کو دھو لیتے کسی سے کوئی سوال نہ کرتے۔ قناعت پسندی کا یہ عالم تھا کہ اپنی خوراک کے معاملے میں بھی اسراف نہ فرماتے اکثر روزے سے رہتے اور افطار کے لیے چند کھجوریں رکھ چھوڑتے۔ رہائش کے معاملے میں بھی صرف اسی بات پر اکتفا کر رکھا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کے چند افراد نے ایک علیحدہ مکان بنوایا ہوا تھا اُسی میں رہتے تھے غرضیکہ حضرت قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قناعت کی دولت سے مالا مال تھے۔

بلند مرتبہ کا حصول

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دولت سے اتنا زیادہ نوازا کہ تاقیامت تک مسلمان آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر رشک کرتے رہیں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے بلند مرتبہ چاہا اور اس کو پا لیا اور یہ سب کچھ مجھے تواضع کرنے سے حاصل ہوا ہے''۔

تواضع کی فضیلت احادیث مبارکہ میں بھی بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم میں عبادت کی شیرینی نہیں پاتا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم! عبادت کی شیرینی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تواضع۔

معلوم ہوا کہ تواضع کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اُس بندے کو پسند فرماتے ہیں جو تواضع سے کام لیتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول مبارک حدیث پاک کے عین مطابق ہے گویا آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تواضع کے معاملے میں بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل فرماتے۔ مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی انسان ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ دو فرشتے ہیں اور انسان پر فہم و

فراست کا نور ہوتا ہے جس سے وہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں پس
اگر وہ انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اس سے حکمت چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں یا
اللہ! اسے سرنگوں کر، اور اگر وہ تواضع وانکساری کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، یا
اللہ اسے سربلندی عطا فرما''۔

ایک اور حدیث پاک ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی خاطر تواضع کرتا ہے
اللہ تعالےٰ اسے بلند فرماتا ہے۔

ان احادیث مبارکہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کو اللہ تعالےٰ کے ہاں جو بلند مرتبہ حاصل ہوا وہ یقیناً تواضع کرنے سے حاصل ہوا
جس کا اظہار حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود فرمایا ہے۔

تواضع اسے کہتے ہیں کہ بندہ جس کسی سے بھی ملے اسے خود سے بزرگ وافضل
سمجھے اور یہ خیال کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص مجھ سے بہتر اور درجہ میں ارفع و
اعلیٰ ہو۔ اگر وہ عمر میں چھوٹا ہے تو خیال کرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور میں
نے بے شک گناہ کیئے ہیں پس بالیقیں وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر وہ بڑا ہے تو یہ خیال کرے
کہ اس نے مجھ سے پہلے عبادتِ الٰہی کی ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی تواضع ہے۔ پس جب بندہ ایسا
ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غوائل سے سلامت رکھتا ہے یعنی جملہ آفاتِ نفسانی وشیطانی سے
محفوظ رکھتا ہے اور اس وجہ سے وہ ان منازل پر پہنچتا ہے جو پروردگارِ عالم کی صحبت کے لائق
ہوتی ہیں یعنی تواضع کی عادت بندہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
بندے کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور اس پر اپنا خصوصی فضل وکرم نازل فرماتا ہے۔

کیفیتِ وحدت کا حصول

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے اپنے دل میں دنیا کی محبت کو کبھی جگہ نہ دی مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ ارد گرد کے حالات سے بے نیاز ہو کر صرف اور صرف باری تعالیٰ سے ہی لو لگائے رکھی۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

"جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دُنیا و آخرت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو کیفیت وحدت حاصل نہیں ہوتی"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اپنے نفس کا غلام نہیں ہونا چاہیے اُسے اپنے نفس پر مکمل کنٹرول کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے اور اس کی کیفیت کو حاصل کرنے کے لیے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے رجوع کر کے اُس سے مدد مانگنی چاہیے کیوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو گی تو پھر کیفیتِ وحدت حاصل ہو گی۔ اپنے دل کو ہر قسم کے خطرے اور اندیشے سے پاک رکھ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں بسا کر توجہ اور یکسوئی کے ساتھ عبادتِ الٰہی کی جائے تو تب ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیفیتِ وحدت حاصل تھی علاوہ ازیں آپ صاحبِ استغراق اور فانی الصفت بزرگ تھے اور عشق کے اُس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ جس

میں بندے کو مرتبۂ فنا حاصل ہو جاتا ہے آپ پر اکثر اس طرح کی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی اور اس حالت کے غلبہ کی وجہ سے آپ خود کو بھول کر اپنے حال میں مست و مگن ہو جاتے تھے نا سمجھ لوگ آپ کو دیوانہ خیال کرتے اور تنگ کرتے مگر آپ ان تمام دنیاوی معاملات و تکالیف سے بے پرواہ تھے۔ غلبۂ حال کی اسی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے صاحب تصرف تحریر فرماتے ہیں کہ:

''جب کسی کو مرتبۂ فنا حاصل ہو جاتا ہے تو وہ خود کو بھول جاتا ہے اور لوگ اسے دیوانہ اور بے ہوش و بے خبر خیال کرنے لگتے ہیں اس لیے کہ تن پوشی اور حظِ نفس حاصل کرنے کا مادہ اس میں سے زائل ہو جاتا ہے مخلوق اس کی محبت کی روادار رہتی ہے نہ اس کو مخلوق باری تعالیٰ سے مل کر راحت پہنچتی ہے۔ وہ اپنی ساری عقل کو چونکہ مکمل طور پر یادِ الٰہی میں متوجہ رکھتا ہے اس لیے خلق کی محبت اور نفس کی محافظت کی اس کو قطعی طور پر پرواہ اور توجہ نہیں رہتی۔ یہ حال دیکھ کر اس کو لوگ دیوانہ کہتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس طرح کے مجازیب و دیوانے بہت ہوئے ہیں ان میں سے ایک حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اور دوسرے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اسی طرح بہت سے اور لوگ بھی ہوئے ہیں''۔

تین چیزیں

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جس قدر اموال روایات میں ملتے ہیں وہ ہم سب کی زندگیوں کو سنوارنے کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی ساری زندگی نہایت سادگی وقناعت سے بسر کی نہ کبھی کھانے پینے کی چیز کا طمع کیا نہ کبھی اچھے لباس کی خواہش کی اور نہ ہی دولتمندوں کی صحبت میں کبھی بیٹھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> ''جو شخص اچھے کھانے کھانے، اچھا لباس پہننے اور دولتمندوں کی صحبت میں بیٹھنے کی خواہش رکھتا ہے اس سے جہنم رگِ گردن سے بھی قریب ہے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے بخوبی طور پر اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے معمولی سے کھانے پر ہمیشہ اکتفا کیا اور سادہ سے کھانے سے اپنی بھوک دور کی جو مل جاتا اُس پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے اور اُس کھانے کو ہی بہت کچھ سمجھتے یہی حالت لباس کے معاملے میں بھی تھی کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لباس پیوند لگا ہوتا اور نہایت معمولی وسادہ ہوتا تھا۔ عام لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے گریز کرتے تھے تو دولتمندوں کی صحبت میں بیٹھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کبھی اس بات کی خواہش نہیں کی کہ دولت مندوں کی صحبت میں بیٹھیں یا ان کے ساتھ کوئی تعلقات رکھیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جس کام کو خود ناپسند فرماتے تھے دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کرتے تھے۔

بہترین دُعا

اللہ تعالیٰ اُس بندے کو بہت پسند فرماتا ہے کہ جو اُس کے حضور عاجزی و
انکساری سے دعا مانگتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مقبول
بندوں میں شمار ہوتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی اللہ
تعالیٰ نے اُس کو قبولیت کا شرف بخشا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لوگوں سے دور بھاگنے
اور ترک دنیا کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے
اگر یہ بات عام پھیل جاتی تو لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات دن تنگ کرتے اور ہر کوئی
اپنے لیے دعا مانگنے کی فرمائش کرتا۔ ظاہر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
عبادت میں اس سے خلل واقع ہوتا جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گوارا نہ تھا۔ چنانچہ جہاں
کہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت ہو جاتی وہاں سے کسی اور مقام کی طرف چلے جاتے
اور لوگوں سے الگ تھلگ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ
حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

> ''جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنت عطا
> فرمائے گا اگر نہ گیا تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ لے'':

دُعائیہ کلمات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

یامن لا یطھرہ طاعتی و لا تضرہ معصیتی نھب لی ما لا
یطھرک واغفرلی ما لا یضرک یا ارحم الراحمن.

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے یہ کلمات بہترین دعائیہ کلمات ہیں

اس لیے کہ اس دعا کے ساتھ بسم اللہ شریف بھی ہے جب کہ بسم اللہ شریف کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''ایسی کوئی دعا نہیں ہوتی جس کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو۔ پھر فرمایا بلاشبہ قیامت کے دن میری اُمت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتی ہوئی آگے بڑھے گی اور اس کی نیکیاں میزان میں وزنی ہو جائیں گی۔ اس وقت دوری اُمتیں کہیں گی کہ اُمتِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی میزان میں کس قدر وزنی اعمال ہیں۔ ان کے جواب میں انبیاء کرام (سلام اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) کہیں گے کہ اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام کا آغاز اللہ تعالےٰ کے تین ایسے ناموں سے ہے کہ اگر اُن کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور تمام مخلوق کی برائیاں (یعنی گناہ) دوسرے پلڑے میں رکھ دیے جائیں پھر بھی نیکیاں ہی بھاری ہوں گی''۔

ایک اور حدیث پاک جو کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

''جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو بادل اور مشرق کی طرف بھاگتی ہوئی ہوائیں ٹھہر گئیں، سمندروں میں ٹھہراؤ واقع ہوا جانوروں نے سننے کے لیے کان کھڑے کر لیے اور آسمان سے شیطان پر انگاروں کی مار پڑی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے عزت وجلال کی قسم کھائی کہ جس بیمار پر اس کا نام لیا جائے گا اس کو وہ ضرور شفا عطا کرے گا اور جس شے پر اس کو پڑھا جائے گا اس میں برکت پیدا فرما دے گا اور جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا وہ بہشت میں داخل کیا جائے گا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دعائیہ کلمات میں یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بھی بیان ہوا ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کی بھی بہت فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم بھی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جوکوئی (سچے دل سے) یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ پس جو شخص یہ کلمہ (یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ) تین مرتبہ (اے سب رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے) کہتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) تیری طرف متوجہ ہے تو تُو جو چاہے مانگ لے''۔

حاکم نے اس ضمن میں ایک اور حدیث پاک بیان کی ہے کہ جو کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہہ رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے ارشاد فرمایا کہ:

''تو سوال کر لے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف نگاہ (کرم) فرمائی ہے''۔

علماء کرام نے اسم اعظم کی تحقیق کے ضمن میں یہ بات بیان کی ہے کہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اسم اعظم اور اسم اعظم کے وسیلہ سے مانگی ہوئی دُعا بہت جلد بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کی سند حاصل کرتی ہے اس بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے اس میں انہوں نے ارحم الراحمین کو اسم اعظم میں شمار کیا ہے۔

اسی طرح اسم اعظم کی بابت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''الاستعیاب'' میں یہ واقعہ تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف جانے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے ایک خچر کرائے پر کرایا، خچر والا ڈاکو تھا اور ڈکیتی و رہزنی اس کا پیشہ تھا وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ویران جنگل کی طرف لے گیا وہاں پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں پہنچ کر وہ ڈاکو آپ کی طرف بڑھا تا کہ آپ کو بھی قتل کرے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ مجھے دو رکعت نفل نماز پڑھ لینے دو۔ ڈاکو نے کہا، یہ جن لاشوں کو تم دیکھ رہے ہو یہ سب بھی نمازیں ہی پڑھنے والے تھے (لیکن) ان میں سے کوئی ایک بھی میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکا۔ آپ نے نماز ادا فرمائی پھر

تین مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا اچانک غیب سے ایک سوار نمودار ہوا اور اس نے اس ڈاکو کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

اسی واقعہ کو علامہ سُہیلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''تاریخ خمیس'' میں اپنی سند کے ساتھ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ واقعہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں پیش آیا کہ آپ نے طائف سے مدینہ منورہ تک جانے کے لیے ایک خچر کرایہ پر لیا اُس خچر والے نے یہ شرط رکھی کہ راستے میں مجھے جہاں پر بھی کوئی کام ہوگا میں وہاں پر ٹھہرتا ہوا چلوں گا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی اس شرط کو مان لیا چنانچہ خچر والا آپ کو لے کر چل پڑا، ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ وہ راستے سے ہٹ کر دوسری طرف کو چل دیا اور ایک ویران جگہ پر پہنچ کر اس نے خچر کھڑا کر دیا اور آپ سے کہنے لگا کہ یہاں پر اُترو۔ آپ اُترے تو دیکھا کہ وہاں پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی ہیں جن کو اس ظالم خچر والے بدو نے دھوکہ دہی سے قتل کر دیا ہوا تھا۔ وہ ظالم حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قتل کرنے کی غرض سے آگے بڑھا تو آپ نے اُس کی نیت بھانپ لی اور اس سے فرمایا کہ مجھے اس قدر مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نفل نماز پڑھ لوں۔ ظالم بدو نے تمسخرانہ انداز میں کہا، اچھا تم بھی پڑھ لو مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا یہ جو سب لوگ یہاں پر مرے پڑے ہیں ان سب نے بھی اسی طرح نمازیں پڑھی تھیں لیکن میرے ہاتھ سے کوئی بھی اپنے آپ کو نہ بچا سکا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، خیر! جیسے بھی ہو میں نماز ضرور ادا کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ جب آپ سجدہ ریز ہوئے تو وہ بھی ظالم خچر والا آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا آپ نے سجدہ کی حالت میں بلند آواز سے کہا:

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

جیسے ہی یہ اسم اعظم آپ کی زبان مبارک سے نکلا عین اُسی وقت کہیں دُور سے ایک غیبی آواز آئی کہ خبردار! ان کو قتل نہ کرنا، اس غیبی اور اچانک آنے والی آواز کو سن کر وہ بدو

یک دم ہیبت زدہ ہو گیا اور خوفزدہ حالت میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا مگر جب اُسے کوئی بھی دکھائی نہ دیا تو وہ پھر اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کہا:

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس کے ساتھ ہی فوری طور پر ایک آواز پھر آئی کہ خبردار! ان کو قتل نہ کرنا۔ اس آواز کو سُنتے ہی وہ بدو خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا لیکن اسے کچھ بھی دکھائی نہ دیا چنانچہ وہ بدو پھر آپ کی طرف قتل کے ارادے سے بڑھا آپ نے تیسری مرتبہ پھر یہ کہا:

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

آپ کا تیسری مرتبہ یہ اسم اعظم کہنا تھا کہ اچانک دُور سے ایک سوار نیزہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے دکھائی دیا اس نیزے کا سرا برق کی مانند چمکتا تھا۔ سوار نے آتے ہی بدو پر وار کیا اور نیزہ اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ بدو کو ایک ہی وار مہلک ثابت ہوا اور وہ اُسی وقت زمین گر کر مر گیا۔ اس کے بعد سوار حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا، اے بزرگوار! آپ نے جب پہلی مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تھا تو میں اُس وقت ساتویں آسمان پر تھا اور جب آپ نے دوسری مرتبہ کہا تھا تو میں چھٹے آسمان سے گزر کر آسمانِ دنیا تک پہنچ چکا تھا پھر جب آپ نے تیسری مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں آپ کے دشمن تک پہنچ گیا اور اسے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ بلا شبہ ارحم الراحمین نے آپ کی جان بچائی اور آپ پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمایا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے آپ کی بنائی ہوئی مقبول دُعا ہر مشکل اور مصیبت سے نجات کے لیے ایک بہترین وسیلہ ہے ان دعائیہ کلمات کی برکت سے پروردگار عالم ہر مشکل آسان فرما دیتا ہے اور ہر پریشانی کو دُور فرما دیتا ہے۔

وصال مبارک

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال مبارک کے بارے میں مختلف کتب میں مختلف روایات بیان کی گئی ہیں۔ ذیل میں مستند کتابوں کے حوالے سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بارے میں درج روایات کا بیان اختصار اور جامعیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۱: مسلم شریف کی شرح میں ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت جنگِ صفین میں ہوئی۔

۲: کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حمایت میں آپ کے پاس آئے اور جنگ صفین میں شریک ہو کر لڑے اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

جنگ صفین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین ۳۷ھ میں ہوئی تھی جس میں دونوں اطراف سے مسلمانوں کا شدید جانی نقصان ہوا۔ تاریخ کے صفحات میں رقم ہے کہ پورا ایک ہفتہ تک زبردست لڑائی ہوتی رہی مگر مسلمانوں کے دونوں گروہوں کے مابین فتح و شکست کا فیصلہ نہ ہو سکا آخر کار ۸ صفر ۳۷ھ کو جمعرات کے دن دونوں اطراف کی فوجیں آخری اور فیصلہ کن لڑائی کے لیے تیار ہو گئیں بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب دونوں نے فیصلہ کن جنگ کی تیاریوں میں گزار دی۔ جمعرات کے دن نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج

کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا اس حملہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے قلب میں تھے جہاں پر کوفہ و بصرہ کے شرفاء اور اہلِ مدینہ جن میں اکثر انصار اور کم تر بنوخزاعہ اور بنو کنانہ تھے شامل تھے۔ میمنہ کی کمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی ہوئی تھی جب کہ میسرہ کی کمان حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھی۔ اس کے علاوہ ہر ایک قبیلہ کے لیے جگہ اور مقام مقرر کر دیا گیا تھا۔ ہر ایک قبیلہ کا اپنا اپنا جھنڈا اور اپنا اپنا افسر تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رجز پڑھنے والوں کی افسری پر مامور کیے گئے تھے۔

دوسری طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے خیمہ میں بیٹھ کر لوگوں سے موت پر بیعت لی تھی۔ ان کے لشکر میں حبیب بن مسلمہ میسرہ کے اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میمنہ کے افسر تھے۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کا میمنہ آگے بڑھا حضرت عبداللہ بن بدیل خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میسرہ یعنی حبیب بن مسلمہ پر حملہ کیا۔ یہ حملہ اگرچہ نہایت شدید اور نقصان دہ تھا مگر اس کا نتیجہ شامی فوج کے لیے اچھا نکلا۔ حبیب بن مسلمہ کی رکابی فوج کو حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسپا کرتے ہوئے اُس مقام تک لے گئے جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کی گئی تھی۔ اپنے میمنہ کی اس نازک حالت کو دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو جو ان کے گرد جمع تھے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے ایسی جوانمردی اور ثابت قدمی سے حملہ کیا کہ حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صرف اڑھائی سو لشکری رہ گئے باقی تمام عراقیوں نے راہ فرار اختیار کی اور اس مقام پر پہنچے جہاں پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے۔

اپنے میمنہ کی اس ہزیمت و پسپائی کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل مدینہ کا افسر بنا کر حضرت عبداللہ بن بدیل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت اور اعداد کے لیے روانہ کیا مگر شامیوں نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن تک پہنچنے ہی نہ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے جانثار ساتھی شامیوں کے ہاتھوں مارے گئے میمنہ کی اس شکست کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی دیکھ ہی رہے تھے کہ دوسری طرف ان کے میسرہ کو بھی شامیوں کے مقابلے پر شکست ہوئی۔ میسرہ میں صرف ایک قبیلہ ربیعہ جرأت وثابت قدمی کے ساتھ اپنی جگہ پر موجود رہا باقی تمام فوجی دستے راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔ اپنے میسرہ کو فرار ہوتے ہوئے دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تینوں صاحبزادوں حضرت حسن، حضرت امام حسین اور حضرت محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو اُس طرف روانہ کیا کہ کہیں قبیلہ ربیعہ کے بھی پاؤں نہ اُکھڑ جائیں۔ اس کے ساتھ ہی اشتر کو حکم دیا کہ میمنہ سے راہِ فرار اختیار کرنے والوں سے جا کر یہ کہو کہ تم اس موت سے کہاں بھاگے جاتے ہو جس کو تم زندگی کے ذریعہ مجبور نہ کرسکو گے۔ چنانچہ، اشتر نے حکم کے مطابق گھوڑا دوڑایا اور میمنہ کے فرار ہوتے ہوئے لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ پیغام سُنایا اور بلند آواز سے غیرت دلانے والے جُملے کہہ کر اُن کو روکا اور اپنے ساتھ لے کر شامیوں کے مقابلے پر تیار کیا۔ اُدھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میسرہ کی حالت کو سنبھالا دینے کے لیے خود آگے بڑھے۔

قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ہمارے ساتھ شامل ہو کر لڑ رہے ہیں تو اُن کی ہمتوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذاتِ خود لڑتے ہوئے دیکھ کر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام احمر ان پر حملہ آور ہوا مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کیسان نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا دونوں کے مابین خوب تلوار بازی ہوئی جس کے نتیجہ میں کیسان احمر کے ہاتھوں مارا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسان کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا تو احمر پر حملہ کرنے کے لیے اس پر جھپٹے اور جوشِ غضب میں اس کو اُٹھا کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ اس

کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے۔ شامی فوج کے سپاہیوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لڑائی میں مصروف دیکھا تو اُن پر حملہ کیا لیکن اہلِ ربیعہ نے اُن کے حملہ کو روکا اور انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچنے نہ دیا۔ ادھر اُشتر نے بھی میمنہ کو درست کر کے لڑائی کا رُخ بدل کر اپنے حق میں کر لیا۔ طرفین کے مابین خوب جم کر لڑائی ہوئی عصر کے وقت تک برابر شدید لڑائی ہوتی رہی۔ عصر کے وقت تک مالک اشتر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میسرہ کو پسپائی پر مجبور کر دیا مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رکابی فوج نے جو مرنے پر بیعت کر چکی تھی اپنے میسرہ کو سہارا دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میمنہ کو پسپا کرتے ہوئے دُور تک پیچھے ہٹا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عبداللہ بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہیوں میں سے تھے رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ مخالف لشکر کی جانب سے عقبہ بن حدیبہ فہری نے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ عقبہ اس لڑائی میں کام آئے ان کے مارے جانے کے بعد شامیوں کی طرف سے شدید حملہ ہوا اور اہل عراق کو بہت زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑا مگر وہ اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی میسرہ کی طرف سے میمنہ والوں کی ہمت بندھانے اور اُن کو لڑائی پر اُبھارنے کے لیے خود تشریف لائے یہاں خوب ثابت قدمی سے طرفین کے مابین جنگ ہو رہی تھی۔ دوسری طرف سے حضرت ذوالعلاع حمیری اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میسرہ پر اس شدت سے حملہ کیا کہ قبیلہ ربیعہ کا حکم بھی اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکا اور لاشوں کے انبار لگ گئے۔ میسرہ کی اس تباہی کو دیکھ کر عبدالقیس نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے اہل ربیعہ کو سنبھالا اور شامیوں کے حملے کو روکا۔ اس بروقت امداد سے میسرہ کی حالت پھر سنبھل گئی اس زبردست لڑائی میں حضرت ذوالکلاع حمیری اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مارے گئے۔ صبح سے شام تک میمنہ و میسرہ لڑتے رہے لیکن دونوں لشکروں

کے قلب ابھی تک اس لڑائی سے الگ تھے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہو اور اس کو مال و اولاد کی طرف واپس جانے کی خواہش نہ ہو وہ میرے ساتھ آ جائے۔ وہ یہ کہتے ہوئے چلے اور اُن کے ساتھ بہت سے لوگ مارنے اور مرنے کا عزم لے کر ان کے ساتھ ہو لیے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فدائی ساتھیوں کو ہمراہ لے کر آگے بڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمبردار حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی علم لیے ہوئے ساتھ تھے۔ یہ تمام فدائین لشکرِ شام کے قلب پر حملہ آور ہوئے۔ دن ختم ہو کر رات کا آغاز ہو چکا تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حملہ نہایت شدید تھا جس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی مشکل سے روکا اس زبردست لڑائی میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کام آئے۔ اس بات کی خبر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو انہیں بہت صدمہ ہوا اس کے بعد ہر طرف جنگ کا میدان گرم ہو گیا لشکر کے تمام حصے جنگ میں مصروف ہو گئے ساری رات لڑائی ہوتی رہی یہ رات جمعہ کی شب تھی جو کہ لیلۃ الہریر کے نام سے مشہور ہے۔ اسی رات میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

۳: کتاب ''تحفۃ الاخیار'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے درج ہے کہ فرماتے ہیں:

> ''امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوفہ اور اطراف و جوانب کے لشکر آ کر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس آج بیس لشکر جمع ہو گئے ہیں اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار افراد ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات سے مجھے حیرت ہوئی۔ میرے اندیشے کو حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنی باطنی نگاہوں سے بھانپ لیا اور فوری طور پر حکم دیا کہ اس جنگل میں دو نیزے گاڑھ دیئے جائیں اور جو شخص ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ ان نیزوں کے درمیان میں سے گزرے (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور پھر تمام لشکروں کی گنتی کی گئی۔ مغرب کے وقت تک صرف ایک آدمی کم رہ گیا تھا اس پر کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ یا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! صرف ایک شخص کی کمی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جو شخص اب آئے گا وہ مرد کامل ہوگا اور اس کے آنے سے تعداد پوری ہو جائے گی۔ کچھ ہی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ شخص پیدل چلتا ہوا آرہا ہے اس کے گلے میں پانی کا مشکیزہ لٹکا ہوا ہے اور زادِ راہ کمر سے باندھ رکھا ہے یہ کمزور اور معمر شخص گرد آلود چہرہ لیے آرہا تھا۔ کچھ لوگ آگے بڑھے اور اس شخصیت کو بڑی عزت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے آئے۔ آنے والے نے سلام کیا اور اپنا نام اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بتایا اور فرمایا، یا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنا دستِ اطہر آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کروں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں اس جنگ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی جان نچھاور کرنے کی غرض سے بیعت کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ جب لازمی طور پر ایک روز مرجانا ہے تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی اپنی جان کیوں نہ قربان کردوں"۔

۴: حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شواہد النبوۃ میں میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذربانیجان میں غزاء میں تشریف لے گئے۔ وہیں پر آپ رضی اللہ تعالیٰ کا وصال ہوگیا۔ لوگوں نے آپ کی قبر کھودنا چاہی وہاں پر ایک پتھر کی چٹان ملی جہاں پر ان کی قبر و لحد پہلے سے تیار موجود

تھی پھر جب کفن کا ارادہ کیا گیا تو وہاں پر ایسے کپڑے ملے جو انسان کے بنے ہوئے نہیں تھے۔ ان کپڑوں سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفن تیار کیا گیا اور کفنا کر اس لحد میں دفن کر دیا گیا۔

۵: کتاب ''خزینتہ الاصفیاء'' میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کے ضمن میں تحریر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر کے آخری ایام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ چند دن آپ کی خدمت میں رہے پھر جب جنگِ صفین ہوئی تو اس میں شرکت فرمائی اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قبر تیار کرنا چاہی مگر قبر کی جگہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا جس کو کاٹنا مشکل تھا لیکن اچانک غیب سے پتھر میں شگاف ہو گیا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قبر تیار ہو گئی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کے لیے کپڑے کی تلاش ہوئی تو آپ کے تھیلے کی تلاشی لی گئی۔ اس میں کفن کا کپڑا موجود تھا لیکن اس کپڑے کو کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بنایا تھا۔ چنانچہ اسی کفن میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر دیا گیا۔

۶: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخری ایام میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد میں شریک ہونے کے لیے آذربائیجان کے محاذ پر تشریف لے گئے۔ ان دنوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسہال کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ اس مرض کی شدت کے باعث راستے میں انتقال ہو گیا۔ احباب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کی تلاش کی تو آپ کے تھیلے سے دو کپڑے ملے۔ یہ کپڑے دنیا کے کپڑوں سے مختلف تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ انسانی ہاتھ سے نہیں بنے گئے۔ اسی اثناء میں مجاہدین اسلام کو تھوڑے فاصلے پر ایک قبر پہلے سے کھدی ہوئی تیار دکھائی دی جس کے پاس ہی صاف و شفاف پانی اور خوشبو پڑی ہوئی

تھی۔ اسی پانی سے مسلمانوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا جو کپڑے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھیلے سے نکلے تھے ان کا کفن تیار کر کے پہنایا گیا خوشبو لگائی اور نمازِ جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا اس کے بعد مجاہدینِ اسلام محاذ کی طرف روانہ ہو گئے جب واپسی پر مسلمانوں کا ادھر سے دوبارہ گزر ہوا تو وہاں پر قبر کا کوئی نام ونشان تک موجود نہ تھا۔

7: کتاب ''مجالس المومنین'' میں تحریر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن دریائے فرات کے کنارے بیٹھے وضو فرما رہے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طبل جنگ کی آواز سُنی۔ اس آواز کوسُن کر کسی سے اس کے بارے میں پوچھا اور جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے طبل کی آواز ہے۔ جو جنگ کے لیے روانہ ہو رہا ہے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع سے بڑھ کر میرے نزدیک اور کوئی کام نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد تیزی سے چلتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور جنگِ صفین کے دوران لڑتے ہوئے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

8: ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے فرات کے کنارے بیٹھے وضو فرما رہے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طبلِ جنگ کی آواز سنائی دی۔ قریب سے گزرنے والوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ بتایا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین کسی معاملہ پر تنازعہ پیدا ہو گیا ہے اور نوبت جنگ تک پہنچ گئی ہے اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جنگ کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔

یہ سُن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

لشکر کی طرف چل دیئے اس سے تھوڑی دیر پیشتر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کے حاضرین سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ میرے ہاتھ پر کون موت کے لیے بیعت کرتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر ننانوے افراد نے بیعت کی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ابھی ایک مردِ کامل آئے گا اور اس کے آنے سے تعداد پوری ہو جائے گی ابھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پر پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوئے پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پر جان نچھاور کرنے کی بیعت کی۔ اس کے بعد جب جنگ ہوئی تو لڑتے ہوئے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

۹: ایک روایت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کے بارے میں یہ بھی ملتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذر بائیجان کی طرف جہاد کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اس سفر جہاد سے واپسی پر راستے میں پیٹ کے مرض کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

۱۰: کتاب ''شرح الصدور'' میں حضرت جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابنِ عساکر نے حضرت عطا خراسانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کے دوران اسہال کے عارضہ کی وجہ سے وصال فرما گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسمِ اطہر پر صرف دو کپڑے تھے جو اس دنیا کے کپڑوں سے مختلف تھے یعنی اس دنیا کے کپڑوں میں سے نہ تھے۔

۱۱: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ضمن میں ''تذکرۃ الاولیاء'' اور ''مراۃ الاسرار'' میں تحریر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت جنگِ جمل

کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ اُس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر آ کر بیعت کی۔ اس کے بعد جنگِ صفین ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

۱۲: کتاب ''معدن العدنی'' کے مصنف حضرت ملا علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اور شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدیث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں ابن عساکر کی ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے جنگِ صفین میں شرکت فرما کر لڑے اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

اس ضمن میں ابن سعد کا کہنا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت تھی۔ جنگ صفین میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے شرکت کی۔ اس جنگ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حمائیتیوں میں سے ایک شخص نے پکار کر پوچھا کہ کیا تم کوفہ والوں میں اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے؟ جب جواب ہاں مِلا تو اس نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا ہے کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین میں سب سے بہتر ہے۔ پھر اُس شخص نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں شامل ہو گیا۔

ابن عساکر کی روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب شہادت ہوئی تو اُس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پاک پر چالیس سے زیادہ زخم تھے۔

تاریخ وصال

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک تین رجب المرجب ۳۲ھ میں ہوا۔ یہ روایت ''شواہد النبوۃ'' میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے جب کہ کشف المحجوب کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ۱۳ رجب المرجب ۳۷ھ میں ہوا۔

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف ''روضۃ الریاحین'' میں دونوں اقوال کو نقل فرمایا ہے مگر دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ کتاب ''مخبر الواصلین'' کے مصنف نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کا سال ۳۹ھ بیان کیا ہے۔

''تاریخ آئینۂ تصوف'' میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال کے ضمن میں تحریر ہے کہ ۳ رجب ۳۷ھ میں بروز پیر اشراق کے وقت وصال ہوا ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ بتاریخ ۳ رجب المرجب ۳۹ھ میں جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ بمقام بصرہ مرتبۂ جبروت میں وصال فرمایا اور حضرت موسیٰ راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بموجب وصیت آپ کے جسد مبارک کو قرن میں لائے چنانچہ مزار شریف قرن میں ہے۔ (بحوالہ مکتوب نطاب)

کرامات

پروردگار عالم کے مقبول بندوں کی کرامات برحق ہونے کا ثبوت قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ سے ملتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس طرح کا معجزہ نبی کی ذاتِ اقدس سے ظہور میں آتا ہے ویسی ہی کرامت اللہ کے ولی سے بھی ظہور میں آسکتی ہے اور یہ کرامت اصل میں نبی ہی کا معجزہ ہوتا ہے، کرامت کہتے ہی ایسے خرق عادت کام کو ہیں جو ایسے بندے سے ظاہر ہو جس کا ظاہر اصلاح پر مبنی ہو وہ کسی نبی کی شریعت مطہرہ پر کامل طور پر پابند ہو اس کا عقیدہ درست ہو اور اس کے اعمال صالح ہوں۔ قرآنِ حکیم میں کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونے کے ثبوت میں بہت سی آیات مبارکہ موجود ہیں چنانچہ سورۂ بقرہ میں آتا ہے کہ:

> ''جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس ان کی نماز پڑھنے کی جگہ پر جاتے تو ان کے پاس نیا رزق پاتے، فرمایا، ''اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ کہا، اس اللہ کے پاس سے۔ بے شک اللہ جسے چاہے اُسے بے حساب رزق دے''۔ (پارہ ۳ سورۂ بقرہ)

اس ضمن میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے پاس گرمیوں میں سردیوں کے اور سردیوں کے گرمیوں کے میوے دیکھے جاتے اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا نبی نہیں تھیں۔ لہٰذا اس آیت مبارکہ سے کرامت ولی اللہ ثابت ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اللہ تعالےٰ کے مقبول و برگزیدہ بندے ہیں آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی کچھ کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ کرامات کی کئی اقسام ہوتی

ہیں یعنی کبھی تو کرامت یہ ہوتی ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ کسی ظاہری سبب کے بغیر دورانِ فاقہ کھانا سامنے آ جاتا ہے یا مختصر وقت میں دور کا سفر طے ہو جاتا ہے یا ہاتف اپنے خطاب کے ذریعے بات سنا دیتا ہے اسی طرح کے اور افعال بھی بطور کرامت صدور پذیر ہوتے ہیں جو خلاف عادت ہوتے ہیں۔ ایسے ہی چند واقعات جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلقہ ہیں اُن کا بیان ذیل میں نہایت محبت سے کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ واقعات کے آئینہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شخصیت کے اُس پہلو کو بھی اجاگر کیا گیا ہے جس سے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شانِ رفعت و بلندی کا پتہ چلتا ہے۔

بکری اور روٹی:

روایات میں آتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین دن تک کھانے کے لیے کچھ نہ ملا۔ چوتھے دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے اپنی بھوک مٹاتے نہ ہی کوئی روپیہ پاس تھا کہ جس سے کوئی کھانے کی چیز خرید لیتے راستے میں ایک دینار زمین پر پڑا ہوا آپ کو ملا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نہ اٹھایا کیوں کہ دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دینار کسی کا زمین پر گر گیا ہے اور چونکہ میرا نہیں ہے اس لیے میں اس کو کیوں اُٹھاؤں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینار کو وہیں چھوڑا اور آگے بڑھ گئے بیابان کی طرف نکل گئے اور چاہا کہ کھانے کے لیے کوئی چیز ملتی نہیں درختوں کے پتوں سے ہی پیٹ بھر لیا جائے ابھی آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی سوچ میں تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بکری کو دیکھا جو منہ میں ایک روٹی دبائے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دوڑی چلی آ رہی ہے وہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے آ کر رُک گئی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ یہ بکری غالباً اپنے مالک کی روٹی اٹھا لائی ہے اس کے منہ سے روٹی کھینچنا اچھی بات نہیں کیوں کہ یہ روٹی کسی اور کی

ملکیت ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اسی سوچ میں تھے کہ بکری نے زبانِ حال سے کہا، اے اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ! میں بھی تو اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سے ایک ہوں۔ یہ روٹی آپ کے لیے لائی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لیے بھجوائی ہے۔ یہ سُن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکری کے منہ سے روٹی پکڑی تو بکری اُسی وقت غائب ہوگئی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بکری کا حاضر ہونا اور آپ سے گفتگو کرنا آپ کی کرامت ہے اور یہ کرامت کی ایک قسم ہے۔ علامہ تاج الدین سُبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا ہے کہ میرے خیال میں اولیاء کرام سے جتنی اقسام کی کرامتیں صادر ہوئی ہیں ان اقسام کی تعداد ایک سو سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ کرامت کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ بہت سے حیوانات و نباتات اور جمادات نے اولیاء کرام سے گفتگو کی جن کی حکایات بکثرت کتب میں مذکور ہیں۔

پانی پر نماز:

کتاب ''زہرۃ الریاض'' میں حضرت خبیب بن سہل رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کے حوالہ سے تحریر ہے کہ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں کچھ تاجروں کے ہمراہ ایک کشتی میں سوار جا رہا تھا اس کشتی میں طرح طرح کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔ اچانک طوفانی بارش شروع ہوگئی اور ہم طوفان میں گھر گئے۔ ہماری کشتی طوفانی لہروں کے رحم و کرم پر بھی پھر رفتہ رفتہ کشتی میں پانی بھر گیا اور کشتی ڈوبنے لگی کشتی میں سوار تمام لوگ اپنی زندگی سے نا اُمید ہو گئے اس کشتی میں ایک معمر شخص جس کی ہیئت دیوانوں جیسی تھی بھی سوار تھا اس نے اونٹ کے بالوں سے بنا ہوا کمبل اپنے اوپر اوڑھا ہوا تھا اچانک وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور سمندر پر یوں چلنا شروع ہوا جیسے کہ زمین پر چل رہا ہو وہ اپنے اردگرد کے حالات سے بے پرواہ ہو کر نماز پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔

ہم نے یہ دیکھا تو اس بزرگ سے کہا کہ اے مردِ کامل! ہمارے حق میں دُعا

فرمایئے۔ اُس نے ہماری طرف دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ ہم نے کہا۔ ہمارا حال تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرو، پوچھا گیا، اے مردِ کامل! وہ کس طرح؟ فرمایا، دنیا کو ترک کر کے۔ پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پڑھ کر کشتی سے باہر آجاؤ۔ ہم سب نے فوراً ان کی بات پر عمل کیا پانی ہماری کشتی کے اوپر سے گزر گیا مگر ہم ہر قسم کے خطرے سے محفوظ کھڑے تھے۔ اب وہ بزرگ فرمانے لگے، تم اب دنیا سے آزاد ہو۔ ہم نے پوچھا، اے مردِ کامل! آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا ''میرا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ ہم نے کہا، اس کشتی میں تو مدینہ طیبہ کے فقیروں کا سامان بھی تھا جو مصر کے ایک دولت مند شخص نے بھیجا تھا کیوں کہ آج کل مدینہ طیبہ میں قحط کی صورت حال ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اگر تمہارا سامان تمہیں لوٹا دے تو کیا تم سارا سامان مدینہ طیبہ کے فقیروں میں بانٹ دو گے؟ ہم سب نے اثبات میں جواب دیا اس پر اس مردِ کامل نے پانی کی سطح کے اوپر دو رکعت نفل نماز ادا کی اور دعا فرمائی ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے سامان سے بھری ہوئی کشتی پانی سے باہر کی طرف اُبھری ہم نے آگے بڑھ کر اسے پکڑا اور صحیح و سالم مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔ پھر وعدہ کے مطابق ہم نے سارا سامان مدینہ طیبہ کے فقراء میں بانٹ دیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پانی کی سطح پر چلنا اور نماز پڑھنا بھی کرامت کی ایک قسم ہے علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامت کی اس قسم میں ولی اللہ کو دریاؤں اور سمندروں پر تصرف حاصل ہوتا ہے اور دریا کا پھٹ جانا، دریا کا خشک ہو جانا یا دریا پر چلنا بہت سے اولیاءِ کرام سے ان کرامتوں کا ظہور ہوا۔

حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے وقت کے ممتاز اولیاءِ کرام میں ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کشتی میں سمندر کا سفر کر رہے تھے جب کشتی سمندر کے درمیان میں پہنچی تو ملاحوں نے حسبِ دستور مسافروں سے کرایہ وصول کرنا شروع کیا جب وہ

کرایہ وصول کرتے کرتے حضرت مالک دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے تو ان سے بھی کرایہ کا تقاضا کیا۔ ان کے پاس کرایہ ادا کرنے کے لیے کوئی رقم نہ تھی اس بات پر ملاحوں نے ان سے جھگڑنا شروع کر دیا۔ گالیاں دیتے ہوئے ان کو اس قدر پیٹا کہ یہ بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو ملاحوں نے پھر کرائے کا تقاضہ شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر تم کرایہ نہ دو گے تو تمہیں اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔ ملاحوں کی یہ بات سُن کر حضرت مالک دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نگاہ سمندر کی طرف دیکھا یک دم سمندر کے پانی میں ارتعاش سا پیدا ہوا اور چند ہی لمحوں بعد ہزاروں مچھلیاں اپنے مُنہ میں سونے کے دینار پکڑے ہوئے سطح آب پر آ گئیں حضرت مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر ایک مچھلی کے مُنہ سے سونے کا دینار پکڑ کر ملاحوں کے حوالے کر دیا۔ ملاحوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ انتہائی حیران ہوئے اور ان سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ وہ حضرت مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر گر پڑے انہوں نے خاموشی اختیار کیے رکھی اور اُسی وقت کشتی سے باہر نکلے اور پانی پر چلنا شروع کر دیا اسی دن سے ان کا نام مالک دینار پڑ گیا۔

اسی طرح حضرت محمد بن یوسف بولاقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی اپنے وقت کے مشہور اولیاء کرام میں ہوتا ہے یہ مصر کے رہنے والے تھے اور بڑے صاحب کرامت ولی اللہ تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی تھی کہ اسی اثناء میں چند حبشی بحری جہاز پر سوار ہو کر وہاں پر آئے اور اس عورت سے بچہ چھین کر اپنے جہاز میں چلے گئے اور جہاز سمندر کے دوش پر چل پڑا۔ اتفاق سے حضرت محمد بن یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادھر سے گزر ہوا اُس عورت نے ان کو دیکھا تو وہ ان کے دامن سے چمٹ گئی اور روتے ہوئے کہنے لگی کہ میرا بیٹا حبشی چھین کر لے گئے ہیں۔ حضرت محمد بن یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سمندر کی طرف بڑھے اور فرمایا، اے ہوا تھم جا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوا اُسی وقت رُک گئی اس کے بعد انہوں نے جہاز والوں کو پکار

کر فرمایا کہ اس عورت کا بچہ اس کے حوالے کر دو۔ مگر جہاز والوں نے ان کی بات پر قطعاً دھیان نہ دیا اور چل دیئے یہ دیکھ کر حضرت محمد بن یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاز کو حکم دیا، اے جہاز! رُک جا۔ جہاز اُسی وقت ٹھہر گیا۔ چنانچہ یہ پانی کی سطح پر چلتے ہوئے جہاز تک گئے اور ان سے بچہ لے کر واپس آئے اور بچہ کو اس کی ماں کے سپرد کر دیا۔

باتوں کا اثر:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں یہ بات آئی کہ ایک شخص پچھلے تیس برسوں سے ایک قبر میں بیٹھا ہوا ہے اور کفن کو اپنے اوپر لپیٹا ہوا ہے۔ ہر وقت آہ زاری میں مشغول رہتا ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس شخص کے پاس گئے اور اس سے کہا، اے انسان! ہر وقت گریہ زاری کر کے تیری آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہو گئے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قبر اور کفن نے تجھے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور یہ دونوں چیزیں تیرے راستے کی دیوار ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص کے ساتھ اس پر اثر انداز میں گفتگو فرمائی کہ اُس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں کا بہت اثر ہوا اُسے یہ احساس ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ درست فرما رہے ہیں چنانچہ اُس نے ایک زبردست چیخ ماری اور اسی قبر میں ٹھنڈا ہو گیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت، کرامت کی وہ قسم ہے، جس کے بارے میں علامہ تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں بعض اولیاء کرام سے اس کرامت کا صدور اس طور پر ہوتا ہے کہ ان کی صورت دیکھ کر بعض لوگوں پر اس قدر ہیبت و دبدبہ طاری ہوتا ہے کہ ان کا دم نکل جاتا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیبت سے ان کی مجلس میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ (حجۃ القدر جلد دوم)

کئی کئی دن عبادت کرنا:

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا زیادہ تر وقت اللہ

تعالیٰ کی عبادت میں بسر کیا کرتے تھے۔ نماز اور ذکرِ الٰہی میں ہر وقت مشغول رہتے۔ تمام رات ذکرِ الٰہی میں گزار دیتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات رات دن مسلسل عبادت میں مصروف رہتے تھے ساری رات جاگ کر ذکرِ الٰہی میں مست رہتے اکثر یہ ہوتا کہ ایک رات قیام میں گزارتے دوسری رکوع میں اور تیسری سجدہ میں گزارتے۔ اس قدر عبادت گزار تھے کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا۔ دن کو بھی اوقات ذکرِ الٰہی میں بسر ہوتے۔ مشہور تابعی حضرت ربیع بن خثیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کی غرض سے گیا میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز ادا فرما رہے ہیں۔ میں انتظار میں بیٹھ گیا کہ ابھی نماز سے فارغ ہوں گے تو ملاقات ہوگی۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسبیح و ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور ظہر کی نماز تک مسلسل ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد عصر تک ذکرِ الٰہی کرتے رہے پھر نماز عصر کے بعد مغرب تک اسی طرح مشغول رہے۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے مغرب کے بعد کچھ کھانے کے لیے فارغ ہوں مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل عشاء کی نماز تک ذکرِ الٰہی کرتے رہے نماز عشا کے بعد پھر صبح تک اسی طرح مصروف رہے حتیٰ کہ اسی طرح تین روز گزر گئے چوتھی شب تھوڑی دیر کے لیے سوئے اور تھوڑا سا کھانا بھی کھایا اس کے بعد بارگاہِ الٰہی میں استغفار کرتے ہوئے فرمانے لگے، اے باری تعالیٰ! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال دیکھا تو اپنے دل میں کہا، میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے اور آپ سے بغیر ملاقات کیے لوٹ آیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغیر کچھ کھائے پئے کئی کئی دن تک عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنا ایک بہت بڑی کرامت ہے کئی دنوں تک کھانے اور پینے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنے کے باوجود ضعف و کمزوری واقع نہ ہونا اور عبادت میں حلاوت محسوس کرنا یقیناً ایک صاحب کرامت ولی اللہ کا ہی خاصہ ہے۔

ایک سے زائد مزار کی حقیقت:

محققین نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں کافی تحقیق کی ہے۔ ان کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک سے زائد مقامات پر مزار مبارک کا پتہ چلا ہے۔

۱: ایک تحقیق یہ ہے کہ یمن کے شہر زبید کے باہر شمالی سمت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔

۲: ایک تحقیق کے مطابق عراق کے شہر بغداد میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔

۳: افغانستان کے شہر غزنی میں بھی آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں پتہ چلا ہے۔

۴: پاکستان کے صوبہ سندھ کے قدیم شہر ٹھٹھہ کے اطراف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مبارک کے موجود ہونے کے بارے میں تحقیق ہوئی ہے۔

۵: آذر بائیجان میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کے بارے میں پتہ چلا ہے۔

۶: ایک تحقیق کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک صفین میں واقع ہے اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ چونکہ جنگِ صفین میں آپ شہید ہوئے تھے اس لیے وہیں پر آپ کو دفن کیا گیا۔

۷: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں ایک تحقیق یہ ہے کہ شام کے شہر دمشق میں واقع ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک مقام پر تشریف فرما تھے اس

مقام پر چھ اولیاء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت عشقِ الٰہی میں مدہوش تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عشق کا غلبہ طاری تھا اس پر جلال کیفیت کی حالت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ان چھ مردانِ حق پر پڑی اور اسی وقت ان مردانِ حق کی شکلیں، حلیے اور قد و قامت تک بدل گئے۔

پھر یہ ہوا کہ ان چھ مردانِ حق اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کوئی بھی امتیاز نہ کر سکا کہ اصلی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟ کیوں یہ چھ مردانِ حق ہو بہو ہر ایک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ تھا اور جب یہ چھ مردانِ حق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہو کر گئے تو جس مقام پر جس مردِ حق نے قیام کیا وہاں کے رہنے والوں نے اس مردِ حق کو ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھا اور پھر جس مقام پر جس مردِ حق کا انتقال ہوا تو وہیں پر اس کا مزار مبارک بنا دیا گیا جسے مزار مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے شہرت ملی۔

اس ضمن میں ''سہیل یمنی'' کے مؤلف کا کہنا ہے کہ اس حکایت کی سند اگرچہ مشائخ سے ثابت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے یعنی

> ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو دنیا میں مستور الحال رکھا اور آپ کی قبر کا نشان گم ہو گیا، اسی طرح سات شہروں میں آپ سے منسوب مزارات کی وجہ اختلاف بھی قابل تسلیم ہے''۔

بلاشبہ اس بھید پر قیامت کے دن بھی پردہ ہو گا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک کی روشنی میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم شکل ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے جلو میں جنت میں داخل ہوں گے تاکہ پروردگار عالم کے اس برگزیدہ بندے اور عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی پہچان نہ سکے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستور الحال تھے اور اللہ تعالیٰ کو گویا

ان کا مستور الحال رہنا ہی پسند ہے۔ اویسی سلسلہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد قبروں کا متعدد مقامات پر ہونا اور ہر قبر سے تجلیات کا ظہور اور حصول حاجات کا ہونا آپ ہی کی کرامات اور خرق عادات کا نتیجہ ہے۔ اس نوع کی خرق عادات اور کرامات اکثر اولیائے کاملین سے ظاہر ہوتی رہتی ہیں''۔

امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''رسالۂ قشیریہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے کیوں کہ یہ ظہور ایک امر موہوم ہے جو عقل میں حدوث پذیر ہوتا ہے اور جب یہ امر حاصل ہو جائے اور کرامت ظاہر ہو جائے تو اس سے شریعت مطہرہ کے کسی اصول پر زد نہیں پڑتی تو اگر شریعت مطہرہ پر زد بھی نہ پڑے اور اس کی ایجاد و وجود پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا حرج ہے جب وہ قدرتِ الٰہی میں ہے تو اس کے حصول کے جواز سے کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ پھر کرامت کا ظہور اس بات کی صداقت کی بن دلیل ہے کہ جس ولی سے کرامت ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے احوال میں صادق ہے جو صادق نہیں ہوتا اس سے ایسی کرامت کا ظہور نہیں ہوتا۔ استدلالی انداز سے اپنے احوال میں صادق ولی اور اس کے خلاف مفتری و مبطل میں فرق ایک امر موہوم ہوتا ہے لہٰذا مفتری میں ایسی خارقِ عادت کا وجود نہیں ہوتا اور ولی صادق الاحوال میں ہوتا ہے یہی کرامت ہے جس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اس کی کرامت کا خارق عادت اور ناقص طبیعت ہونا ضروری ہے اور اس کا ظہور ولی سے ہونا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ سے اس کے حال کی تصدیق ہو سکے۔

ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ فناء فی اللہ اور فناء فی الرسول کی منازل طے کرنے والا فانیوں کا گروہ شب و روز یہی دُعا کرتا رہتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے بندوں اور شہروں میں چھپا لے۔ بلا شبہ اس گروہ کے سرتاج حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے

ہیں کہ ایک دن یمن کا بادشاہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی غرض سے آیا لیکن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے جھونپڑے کا دروازہ اُس وقت تک بند رکھا جب تک کہ بادشاہ نا کام ہو کر واپس نہیں چلا گیا۔ اپنے سفرنامہ میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حکایت تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ایک دن یمن کے بادشاہ کی موجودگی میں امیرِ خراسان نے قرب وجوار کے درویشوں کو بلایا مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ بُلایا۔ اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پروردگارِ عالم سے دعا کی کہ اے اللہ! جس طرح تُو نے مجھے دنیا میں مخفی رکھا ہے اسی طرح آخرت میں بھی اپنے لطف وکرم سے پوشیدہ رکھنا۔ اس پر پردۂ غیب سے آواز آئی۔ اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری دُعا قبول ہوئی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ عرض کی، یا اللہ! قیامت کے دن اٹھارہ ہزار عالم کے اجتماع میں جہاں کوئی حجاب نہ ہوگا میں کس طرح مستور رہ سکوں گا؟ آواز آئی، ہم اپنی قدرت سے تیرے ہم شکل سات سو موحد پیدا کر دیں گے جو تجھے چھپالیں گے''۔

اس ضمن میں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی تصنیف ''تذکرۃ الاولیاء'' میں رقمطراز ہیں کہ:

''حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ کے آگے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند ہوں گے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت میں داخل کیا جائے گا تا کہ مخلوق ان کو شناخت نہ کر سکے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہے۔ اس لیے کہ آپ نے خلوت نشین ہو کر اور مخلوق سے روپوشی اختیار کر کے محض اس لیے عبادت وریاضت اختیار کی کہ دنیا میں آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیشِ نظر قیامت کے دن آپ کی پردہ داری قائم رکھی جائے گی''۔

ماخذ کُتب

صحیح بخاری، صحیح مسلم، مستدرک حاکم، ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف، ابن سعد، کشف المحجوب، طبقات کبریٰ، جامع کراماتِ اولیاء، تاریخ خطیب، صفوۃ الصفوہ، ابن عساکر، شواہد النبوۃ، اصابہ جلد اول، تذکرۃ الاولیاء، فتوحات مکیہ، مکاشفۃ القلوب، کیمیائے سعادت، تاریخ آئینہ تصوف، سفینۃ الاولیاء، مجالس المومنین، معدن العدنی، خزینۃ الاصفیاء، تاریخ طبری و دیگر کتبِ قدیمہ۔

مصنف

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور